ماہنامہ
پاکستان
الحقیقہ
مجلہ
شمارہ 3 صفر المظفر ۱۴۳۲ھ جلد ۱۱



تحفظ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم (اداریہ)

تصوف کی ضرورت واہمیت



کرامات اولیاء رحمۃ اللہ علیہم

مسائل دینیہ

مقام ولایت



فہرست

نعت شریف

حضور شہنشاہ رسالت مآب میں

(اعلیٰحضرت مجدد ملت فاضل بریلوی قدس سرہ کے اتباع میں)

واہ کیا رتبہ ہے اے خواجۂ بطحا تیرا
بزم کونین میں کوئی نہیں ہمتا تیرا

حسن اخلاق کا اتمام ترا خلق عظیم
حسن تخلیق کا شہکار سراپا تیرا

خود ترا دست نگر ہے ید بیضائے کلیم
اور بیمار محبت ہے مسیحا تیرا

تو نبی اور دو عالم پہ ترا فیض محیط
تو سخی اور ہے محتاج زمانہ تیرا

وہی اللہ کا باغی جو ہے تیرا دشمن
وہی اللہ کا محبوب جو شیدا تیرا

تیرا چاہا ہے وہی جو تیرا مالک ہے
کیسے ممکن ہے کہ واقع نہ ہو چاہا تیرا

شانِ ارفع جسے کہتے ہیں وہ بندی تیری
اوج کامل جسے کہتے ہیں وہ بندہ تیرا

جان ہے پیکر ہستی کی ترا ظل منیر
کیا عجب ہے کہ نظر آیا نہ سایہ تیرا

جب ترے سائے سے روشن ہیں مہ و مہر و نجوم
کوئی کیا جان سکے کیا ہے اجالا تیرا

خالق و خلق میں اک برزخ کبریٰ تو ہے
تو ہے سب خلق کا مولا تو وہ مولا تیرا

بتکدہ قبلہ بنے تیری نظر کا صدقہ
پوچھے کعبے سے کوئی کیا ہے اشارہ تیرا

واہ اے صاحب معراج، ترا اوج عظیم
قصر ہے دنیٰ، عرش ہے زینہ تیرا

ہے من اللہ الی اللہ ترا سفر جمیل
کہکشاں ذات کے جلووں کی ہے رستہ تیرا

طور و سائیر ادھر، سورہ ادھر، عرش ادھر
لامکاں والے مکاں سب سے ہے اونچا تیرا

رحمت حق ہے تری ذات گرامی بے شک
نام داتا ہے ترا، کام ہے دینا تیرا

مرگ دل پہ جو پریشاں نہیں، باعث یہ ہے
میں نے سن رکھا ہے مردوں کو جلانا تیرا

تجھ پہ ہے جس کی نظر، غیر سے کیوں گھبرائے
سو سہاروں سے بڑا ایک بھروسہ تیرا

صاف کہتا ہے یہ ارشاد لما یحییکم
زندگی بخش ہے ہر حرف دلآرا تیرا

نسبت شیخ سے آسی ترے در تک آیا
اس کا یہ بندہ در، اور وہ بندہ تیرا

(حضور مفکر اسلام علیہ الرحمہ)

تبصرہ کتب

(سعید محمد عامر آسوی حسینی نقشبندی)

محقق علام، مناظرِ اسلام حضرت علامہ ابو ابراہیم حافظ محمد نصر اللہ مدنی صاحب (فاضلِ مدینہ یونیورسٹی، مدینہ شریف) کی چار نئی تصانیف تحفۃ الاموات، بے ادبوں کی پہچان، اختیاراتِ نبی کریم ﷺ اور مسئلہ حاظر و ناظر طباعت کے مراحل طے کرنے کے بعد عوام الناس کے ہاتھوں کی زینت بن چکی ہیں۔ فاضل مصنف کی خداداد صلاحیتوں کی تحسین اساتذہ کرام ان کے دورِ طالبعلمی میں ہی کرنے لگے تھے اور جب تکمیلِ تعلیم ہوگئی اور تحقیق و تدقیق کے میدان میں قدم رکھا تو علماً ان کے کمالِ علم کے معترف ہو گئے۔ خصوصاً "الحقیقہ" میں جاندار مضامین کے سبب رئیس التحریر کا خطاب انہی کے لئے موزوں محسوس ہوتا ہے۔ شمس العرفاً، بدر الاولیاً حضور مظہرِ اسلام رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہیں اور یہ توجہِ شیخ کا کمال ہے کہ گستاخانِ رسول کے خلاف ان کی مناظرانہ صلاحیتیں بہت ہی ایمان افروز ہوتی ہیں۔ جیسا کہ مذکورہ بالا کتب اس بات پر شاہد ہیں۔ ان کتب کے مطالعے کے بعد ایک قاری اس نتیجے پر پہنچتا ہے کہ ان کے حیران کن اور مسکت دلائل و جوابات بڑے بڑے 'زبان درازوں' کو 'بے زبان' کرنے کے لئے کافی ہیں۔ تقریر کے دوران ان کے منہ سے پھول جھڑتے ہیں اور تحریر کے دوران حقائق کے باغ مہکتے ہیں۔ ان کی تحریر سادہ مگر ہدف پر بھرپور چوٹ لگانے والی ہوتی ہے۔ "تحفۃ الاموات" ایصالِ ثواب کے موضوع پر لکھی جانے والی، ناقابلِ تردید دلائل سے آراستہ کتاب ہے تو "بے ادبوں کی پہچان" گستاخوں کے لئے تلوار جیسی کاٹ کی حامل ہے۔ "اختیاراتِ نبی کریم ﷺ" میں حضور پرنور ﷺ کے اختیارات کا مسئلہ کتاب و سنت کی روشنی میں نہایت ہی جامع انداز میں پیش کیا گیا ہے تو 'مسئلہ حاضر و ناظر' میں آیات و روایات کی روشنی میں مسئلے کو یوں واضح کیا گیا ہے کہ شک کی لکیر تک باقی نہیں رہتی۔ حقائق کے متلاشی کے لئے یہ کتب مینارۂ نور ہیں۔ قارئین الحقیقہ سے درخواست ہے کہ ان کتابوں کا مطالعہ ضرور فرمائیں۔ ہماری دعا ہے کہ رحیم و کریم رب اپنے رحیم و کریم حبیب علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے طفیل ان کو تا دیر سلامت رکھے تا کہ یہ تا دیر دنیا کو اپنے علمی فیض کی تجلیات سے مستنیر کرتے رہیں۔ آمین بجاہ سید المرسلین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

أَلَآ إِنَّ أَوْلِيَآءَ ٱللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ

یونس - ۶۳

ترجمہ: سن لو اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ کچھ غم

کلمۃ الحقیقہ **اداریہ**

تحفظِ ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم

غیر مسلم گستاخِ رسول ملعونہ آسیہ کیس آج کل ملک و بیرون ملک موضوعِ بحث ہے۔ حقیقتاً اس کی مذموم حرکت نے عشاقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلوب کو تڑپایا اور اذہان کو جھنجھوڑا ہے۔ لیکن انتاہی افسوسناک اور کربناک رویہ اربابِ سیاست کا ہے جن کا رجحان اور میلان بہرحال توہینِ رسالت کرنے والی اس حرافہ کی جانب ہے۔ اگرچہ اس ملعونہ کو سزائے موت ایک ذیلی عدالت نے سنائی ہے اور اس کے پاس اعلیٰ عدالت میں جانے کا استحقاق موجود ہے تاہم گورنر پنجاب، سلمان رشدی کے سیکنڈ ایڈیشن غیر محترم سلمان تاثیر کسی بھی عدالت کی جانب سے سزا برقرار رکھنے کی صورت میں اس کی سزا معاف کرانے یا بیرون ملک فرار کرانے کا تہیہ کئے ہوئے ہیں تا کہ ان کے مغربی آقا خوش ہوں۔ اور اپنی ان 'خدمات' میں وہ تنہا نہیں۔ امریکہ کے 'نمائندۂ خصوصی برائے پاکستان' یعنی صدر مملکت پاکستان کی مکمل اشیرباد انہیں حاصل ہے۔ ادھر قومی اسمبلی کی ممبر، سابقہ وفاقی وزیر اور طاغوتی طاقتوں کی مشترکہ ایجنٹ شیری رحمٰن ان سب سے دو ہاتھ آگے نکل گئی، جس نے توہینِ رسالت آرڈیننس میں ترمیم کے لئے اسمبلی میں باقاعدہ درخواست جمع کرائی ہے۔ گویا پانی مینڈکی کو بھی زکام ہو گیا۔ یعنی جن کے ذمہ ناموسِ رسالت کی پاسبانی تھی، جنہوں نے حرمتِ دین کی حفاظت کرنا تھی، وہی پاسبان و نگہبان ناموسِ رسالت اور دین اسلام پر نقب لگانے والے، چور اور ڈاکو نکلے اور جب پہرے دار سو جائے تو سور فصل برباد کر دیا کرتے ہیں۔ جب رکھوالہ غافل ہو جائے تو گیدڑ کھیت اجاڑ دیا کرتے ہیں چنانچہ آج دفعہ ۲۹۵ سی جس سے محبت و غیرتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو آتی ہے، کو ختم کرانے کے لئے امریکی، برطانوی اور یورپی گٹھ جوڑ ہو چکا ہے۔

قادیانی آئندہ الیکشن میں اس شرط پر ایم کیو ایم کو تعاون کی پیشکش کر چکے ہیں کہ وہ برسر اقتدار آ کر ۲۹۵۔سی کو ختم کرے گی اور برطانوی مرزائی نواز ارکانِ پارلیمنٹ ان میں یہ ڈیل کروانے کیلئے مکمل طور پر اپنا کردار ادا کر رہے ہیں۔

ادھر وطن عزیز کی دینی جماعتوں نے تحریکِ تحفظِ ناموس رسالت ﷺ شروع کر رکھی ہے۔ ہڑتالیں کی جارہی ہیں اور جلسے جلوسوں کا سلسلہ جاری ہے۔ حکومت کو متنبہ کیا جارہا ہے کہ وہ متعلقہ دفعہ میں مجوزہ انتہائی متنازعہ ترمیم کا خیال ذہن سے نکال دے۔ اور یہ کہ ہر بات میں مغرب کی طرف دیکھنے والی غلام طبع حکومت بتائے کہ اگر امریکہ میں ابراہم لنکن کی توہین کی اجازت نہیں، اگر روس میں اسٹالن کی توہین کرنیوالا زیرِعتاب آسکتا ہے، اگر انگلینڈ میں شاہ جارج کی توہین کرنیوالا مقہور ٹھہرتا ہے تو پاکستان میں کملی والے آقا ﷺ کی توہین کی اجازت کیوں دی جارہی ہے؟ اس باب میں ہمارے نزدیک تین نقطہ ہائے نظر ہیں۔

ایک طبقہ وہ ہے جو سرے سے اس مسئلہ کو غیر ضروری، رجعت پسندانہ اور لایعنی قرار دیتا ہے۔ اس کے ہاں اس کی کوئی اہمیت نہیں۔ یہ وہی ہیں جن کے نزدیک علم کا سرچشمہ آکسفورڈ اور ہارورڈ ہے اور تہذیب وہی ہے جس کا مرکز لندن اور واشنگٹن ہے۔ اس طبقے کی صرف آنکھیں اپنی ہیں، ان میں نظارے مغرب کے بسے ہوئے ہیں، کان اپنے ہیں نغمے مغرب کے گونج رہے ہیں۔ زبان اپنی ہے اور ڈکٹیشن مغرب کی ہے، سینہ اپنا ہے دل مغرب کا دھڑکتا ہے اور کھوپڑی اپنی ہے دماغ مغرب سے مستعار لیا ہوا ہے۔ انہیں کیا معلوم کہ رسول اکرم ﷺ کے ساتھ غیر مشروط اور والہانہ محبت دینی، دنیوی اور اخروی اعتبار سے کس قدر ضروری ہے؟ اور ڈیڑھ ارب مسلمانوں کو عالمی شناخت عطا کرنے والی ہستی کے ساتھ اپنے تمام جذباتِ الفت ومؤدت وابستہ کرنے کا کیا مفہوم ہے؟

دوسرا نقطۂ نظر یہ ہے کہ تحفظِ ناموسِ رسالت ﷺ دراصل دین وایمان کا تحفظ ہے۔ اور اس سلسلے میں ذرا سی مداہنت یا کوتاہی ایک مسلمان کو دائرۂ اسلام سے خارج کرسکتی ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو امریکہ ویورپ کی نظر میں ''بنیاد پرست''، ''جنگجو'' اور ''جنونی'' ہیں۔ یہی وہ اسلام کے سپوت ہیں جن سے ذریتِ ابلیس تو کیا خود ابلیس خوف زدہ و دم بخود ہے۔ اور اپنی ''شوریٰ'' سے مخاطب ہو کر کہتا ہے

وہ فاقہ کش کہ موت سے ڈرتا نہیں ذرا

روحِ محمد ﷺ اس کے بدن سے نکال دو

حقیقتاً یہی وہ افراد ہیں جو ملک وملت کا عظیم ترین اور گراں قدر سرمایہ ہیں۔

تیسرا طبقہ وہ ہے جو احساسات وجذبات کے اعتبار سے تو پوری امت سے ہم آہنگ ہے البتہ اس ضمن میں کسی قانون سازی، سزا یا تعزیر کو چنداں اہمیت نہیں دیتا یعنی غیر ضروری گردانتا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ عظمت وناموسِ رسالت ﷺ ایک مسلمہ حقیقت ہے، اس کے تحفظ کے لئے قانون سازی کی کیا ضرورت ہے؟ جواباً عرض ہے کہ کیا اللہ تعالیٰ کی حاکمیت مطلقہ طے شدہ نہیں؟ اس کا اقتدار اعلیٰ مسلمہ نہیں؟ یقیناً اللہ کی حاکمیت اور اقتدار اعلیٰ کے بارے میں دو آرا نہیں تو پھر اس بات کو پاکستان کے ہر آئین میں واضح طور پر درج کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ ظاہر ہے اس کا مقصد یہی ہے کہ کوئی چیز بھی جو واقعاتی، اعتقادی اور ایمانی وجذباتی طور پر عیاں ہو، اگر اسے ملکی آئین کا حصہ بنا دیا جائے تو حالات خواہ کوئی بھی کروٹ لیں اس چیز کی حیثیت اپنی جگہ قائم رہتی ہے اور کوئی اس سے انحراف کرے تو اسے کسی فورم، عدالت، ایوان یا ادارے میں چیلنج کیا جاسکتا ہے۔ اگر ایسا اہتمام نہ ہو تو معاشرے کے شتر بے مہار ہو جانے کا اندیشہ پیدا ہو جاتا ہے۔ جب ہم تحفظِ

ناموس رسالت ﷺ کی بات کرتے ہیں تو اس کا سبب بھی یہی ہوتا ہے۔

یاد رہے! دین ہو یا قرآن وسنت، یہ سب کچھ اس وقت معتبر ہیں، جب ان کی تائید وتصدیق حضور سیّدِ عالم ﷺ فرمائیں۔ قرآن کیا ہے؟ وحی کا وہ مجموعہ جو سرکار ﷺ پر نازل ہوا۔ دین کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کا وہ کامل وآخری نظامِ زندگی جو سرکار ﷺ کے توسط سے عالمِ انسانی کو ملا۔ سنت کیا ہے؟ وہ بات جو سرکار ﷺ نے فرمائی یا وہ فعل مبارک جو سرکار ﷺ سے سرزد ہوا یا وہ فعل جو آپ ﷺ کے سامنے ہوا تو آپ ﷺ نے اس کی تصدیق وتصویب فرمائی یا خاموش رہے۔ تو اگر درمیان میں سے سرورِ عالم ﷺ کی ذاتِ اقدس کا اعتبار ووقار غائب ہو جائے تو دین کا کیا اعتبار؟ قرآن پاک پر کیا اعتماد؟ اور سنت کا کیا وقار باقی رہ جاتا ہے؟

بہ مصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر باؤ نہ رسیدی تمام بولہبی است

قوم وملت کے ہر فرد پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ تحفظِ ناموسِ رسالت ﷺ کے لئے ہنگامی بنیادوں پر کچھ نہ کچھ کرے۔

اے ملت اسلامیہ کے نوجوانو! اپنی لہکتی جھومتی جوانیاں تحفظِ ناموسِ رسالت ﷺ کے لئے وقف کردو۔ جو صاحبِ دولت وثروت ہے، وہ اس ضمن میں اپنے مال سے کام لے۔ جو اہل قلم ہیں، دشمنانِ ناموس رسالت کی گوشمالی کے لئے قلم سے تلوار کا کام لیں۔ مقررین ومبلغین اپنی شعلہ نوائیاں، اپنی فصاحت وبلاغت، اپنا علم وعرفان تحفظِ ناموسِ رسالت ﷺ کے لئے مختص کردیں۔ اساتذہ کو چاہئے کہ نئی نسل کو سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں تحفظِ ناموس رسالت ﷺ کے ذیشان موضوع پر لیکچرز کا اہتمام کریں تاکہ فدایان وجانبازانِ سرکار ﷺ کی ایک فوج ان اداروں سے تیار ہو کر نکلے۔ وکلاء کا فرض ہے کہ عدالت کے ایوانوں میں 'تحفظِ ناموسِ رسالت' کا ڈنکا بجادیں۔ علماء ومشائخ کا فرض ہے کہ ملت اسلامیہ کو اس کی ضرورت واہمیت کے بارے میں آگاہ کریں اور عوام الناس کا یہ فرض ہے کہ اپنی حکومت کو خبردار کریں کہ ناموس رسالت کے منافی کسی ترمیم کو برداشت نہیں کیا جائے گا۔

سب کو دینی غیرت وحمیت کا ثبوت دینا ہوگا تاکہ حشر کے میدان میں آقائے دو جہاں ﷺ کے سامنے سرخرو ہوسکیں۔ اور شفاعتِ محمدی ﷺ کے مستحق بنیں۔

اللہ کریم جل شانہ ہمیں حقیقی الفت وغیرتِ مصطفیٰ ﷺ کا مظاہرہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین بجاہ النبی الکریم الامین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم۔

کراماتِ اولیاء اللہ

﴿ جناب احمد رضا قادری (مکہ مکرمہ) ﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿ اَلا اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلاهُمْ يَحْزَنُوْنَ ☆ اَلَّذِيْنَ آمَنُوا وَكَانُوْ يَتَّقُوْنَ ﴾

سُن لو اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم وہ جو ایمان لائے اور پرہیز گاری کرتے ہیں۔

(سورہ یونس:۶۲-۶۳ پارہ-۱۱ رکوع -۱۲)

ولی کی علامات: مفتی احمد یار خاں صاحب فرماتے ہیں:

لوگوں نے ولی کی علامتیں اپنی طرف سے مقرر کرلیں ہیں بعض نے کہا ولی وہ جو کرامتیں دکھائے مگر یہ غلط ہے کرامات ولایت کا معیار نہیں اگر عجائبات پر ولایت کا دارومدار ہو تو شیطان اور دجال بھی ولی ہونے چاہیے۔ صوفیا کرام فرماتے ہیں اگر ہوا میں اُڑنا ولایت ہے تو شیطان بڑا ولی ہونا چاہیے۔ بعض نے کہا ہے کہ ولی وہ جو تارک الدنیا ہو گھربار نہ رکھتا ہو مگر یہ بھی دھوکا ہے حضرت سلیمان علیہ السلام، حضرت عثمان غنی، حضور غوث الثقلین، امام ابوحنیفہ مولانا روم، رضی اللہ عنہم اجمعین بڑے مالدار تھے کیا یہ ولی نہ تھے یہ تو ولی گر تھے، اور بہت سے سنیاسی کفار تارک الدنیا ہیں کیا وہ ولی ہیں ہرگز نہیں! حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہمیں ترکِ دنیا کی اجازت دی جائے۔ فرمایا: میری اُمت کا ترک دنیا نماز کے انتظار میں مسجدوں میں بیٹھنا ہے (مشکاۃ کتاب الصلاۃ باب المساجد حدیث:۷۲۴) مراۃ ۱/۴۴۵))

بعض نے سمجھا کہ ولی وہ جو بے عقل ہو، فی زمانہ لوگ ہر پاگل و دیوانہ کو ولی سمجھ لیتے ہیں یہ بھی غلط ہے ہم پہلے عرض کرچکے ہیں کہ مجذوب سے سالک افضل ہے کہ مجذوب بے فیض اور سالک فیض رساں مجذوب کمزور ہے کہ ایک جھلک کی تاب نہ لا سکا اور سالک قوی، کامل ولی وہ ہے جس کے سر پر شریعت ہو بغلوں میں طریقت، سامنے دنیوی تعلقات اِن سب کو سنبھالے ہوئے راہِ خدا طے کرتا چلا جائے، مسجد میں نمازی ہو، میدان میں غازی، کچہری میں قاضی اور گھر میں پکا دنیادار، غرضکہ مسجد میں آئے تو ملائکہ مقربین کا نمونہ بن جائے اور بازار میں جائے تو ملائکہ مدبرات امر جیسے کام کرے، بعض بیہودے دعویٰ ولایت کریں مگر نماز نہ پڑھیں، نہ روزہ کے پاس جائیں اور شیخی ماریں کہ ہم کعبہ میں نماز پڑھتے ہیں سبحان اللہ نماز تو کعبہ میں پڑھیں اور روٹی اور نذرانے مرید کے گھر لیں یہ پورے شیاطین ہیں جب تک ہوش و حواس قائم ہیں، تب تک احکامِ شرعیہ معاف نہیں ہوسکتے۔ انہی لوگوں کے متعلق ہے

؎ کارِ شیطاں می کند نامش ولی گر ولی ایں است لعنت بر ولی

ترجمہ: جو شیطانی کام کرے اور کہے میں ولی ہوں تو ایسے ولی پر اللہ کی لعنت ہو کیونکہ یہ اولیاء الشیطان ہے مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اے بسا ابلیس آدم رُوئے ہست

پس بہر دستے نباید داد دست

ترجمہ: بہت سے شیطان انسان کی شکل میں ہیں لہذا ہر ہاتھ میں بیعت کے لیے ہاتھ نہ دینا چاہیے

(شان حبیب الرحمان کے آخری صفحات)

عقائد کی تصحیح کے بعد فرائض کی پابندی اور نوافل کی زیادتی سے ولی بنتا ہے اتباع رسول کے بغیر ولایت کا دعوی کرنے والا جھوٹا اور دجال ہے اللہ تعالی فرماتا ہے (اے محبوب ﷺ تم فرمادو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں محبوب بنالے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے) سورہ آل عمران (۳۱) فرائض تو فرائض ہیں بلکہ نبی کریم ﷺ کی سنت سے بھی منہ موڑنے والا ولی نہیں بن سکتا۔

ولی کی صحیح پہچان: ایمان اور تقوی ہے بلکہ جو اُن کی مجلس میں بیٹھ جائے اس کے ظاہر و باطن میں تبدیلی آجاتی ہے وہ برائیوں کو ترک کر دیتا ہے بے نماز ہو تو نمازی بن جاتا ہے لیکن اگر پہلے نمازی تھا پیر صاحب نے اُس کو ایسا سبق پڑھایا وہ نماز روزہ چھوڑ گیا تو پیر ضرور شیطان کا ایجنٹ ہوگا

جناب مولنا مولوی حکیم ابو العلا محمد امجد علی اعظمی رضوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:-

ولایت ایک قرب خاص ہے کہ مولا عزوجل اپنے برگزیدہ بندوں کو محض اپنے فضل وکرم سے عطا فرماتا ہے۔

مسئلہ (۱) ولایت وہبی شے ہے نہ یہ کہ اعمال شاقہ سے آدمی خود حاصل کرلے البتہ غالباً اعمالِ حسنہ اس عطیہ الٰہی کا ذریعہ ہوتے ہیں اور بعضوں کو ابتداءً مل جاتی ہے۔ ولایت بے علم کو نہیں ملتی خواہ علم بطور ظاہر حاصل کیا ہو یا اس مرتبہ پر پہنچنے سے پیشتر اللہ عزوجل نے اس پر علوم منکشف کر دیئے ہوں۔ عقیدہ (۱) تمام اولیائے اوّلین وآخرین سے اولیائے محمدیین یعنی اس امت کے اولیاء افضل ہیں اور تمام محمدیین میں سب سے زیادہ معرفت وقرب الٰہی میں خلفائے اربعہ رضی اللہ عنہم اجمعین ہیں اور ان میں ترتیب وہی افضلیت ہے۔ سب سے زیادہ معرفت وقرب صدیق اکبر کو ہے پھر فاروق اعظم کو پھر ذوالنورین کو پھر مولی مرتضی کو رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین ہاں مرتبہ تکمیل پر حضور اقدس ﷺ نے جانب کمالات نبوت شیخین کو قائم فرمایا اور جانب کمالات ولایت حضرت مولی مشکل کشا کو تو جملہ اولیاء مابعد نے مولی علی ہی کے گھر سے نعمت پائی اور انہیں کے دستِ نگر تھے اور ہیں اور رہیں گے۔ عقیدہ (۲) طریقت منافی شریعت نہیں وہ شریعت ہی کا باطنی حصہ ہے بعض جاہل متصوف جو یہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ طریقت اور ہے شریعت اور محض گمراہی ہے اور اس زعمِ باطل کے باعث اپنے آپ کو شریعت سے آزاد سمجھنا صریح کفر والحاد۔

مسئلہ (۳) احکامِ شرعیہ کی پابندی سے کوئی ولی کیسا ہی عظیم ہو سبکدوش نہیں ہوسکتا بعض جہال جو یہ بک دیتے ہیں کہ شریعت راستہ ہے راستہ کی حاجت ان کو جو مقصود تک نہ پہنچے ہوں ہم تو پہنچ گئے سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ (صَدَقُوْا لَقَدْ وَصَلُوْا وَلٰكِنْ اِلٰى اَيْنَ اِلَى النَّارِ) وہ سچ کہتے ہیں بیشک وہ پہنچے مگر کہاں جہنم کو۔ البتہ اگر مجذوبیت سے عقل تکلیفی زائل ہوگئی ہو جیسے غشی والا تو اس سے قلمِ شریعت اُٹھ جائے گا مگر یہ بھی سمجھ لو جو اس قسم کا ہوگا اس کی ایسی باتیں کبھی نہ ہوں گی شریعت کا مقابلہ کبھی نہ کرے گا۔ مسئلہ (۴) اولیاء کرام کو اللہ عزوجل نے بہت بڑی طاقت دی ہے ان میں جو اصحاب خدمت ہیں ان کو تصرف کا اختیار دیا جاتا ہے سیاہ سفید کے مختار بنا دیئے جاتے ہیں یہ حضرات نبی کریم ﷺ کے

سچے نائب ہیں ان کو اختیارات وتصرفات حضور ﷺ کی نیابت میں ملتے ہیں علوم غیبیہ ان پر منکشف ہوتے ہیں ان میں بہت کو ماکان وما یکون اور تمام لوح محفوظ پر اطلاع ہوتی ہے مگر یہ سب حضور اقدس ﷺ کے واسطہ وعطا سے ہے بے وساطت رسول کوئی غیر نبی کسی غیب پر مطلع نہیں ہوسکتا۔

عقیدہ(۳) کرامتِ اولیاء حق ہے اس کا منکر گمراہ ہے۔ مسئلہ(۵) مردہ زندہ کرنا مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو شفا دینا مشرق سے مغرب تک ساری زمین ایک قدم میں طے کر جانا غرض تمام خوارق عادات اولیاء سے ممکن ہیں سوائے اس معجزہ کے جس کی بابت دوسروں کے لیے ممانعت ثابت ہو چکی ہے جیسے قرآن مجید کی مثل کوئی سورت لے آنا یا دنیا میں بیداری میں اللہ عزوجل کے دیدار یا کلام حقیقی سے مشرف ہونا اس کا جو اپنے یا کسی ولی کے لیے دعوی کرے کافر ہے۔ (بہار شریعت جلد اول ص ۷۰-۷۲)

کرامات اولیاء اللہ حق ہیں: مفتی احمد یار خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

جو عجیب وغریب حیرت انگیز کام نبی سے صادر ہو تو اگر نبوت کے ظہور سے پہلے صادر ہو تو ,,ارہاص،، ہے جیسے حضرت عیسی علیہ السلام کا بچپن میں کلام فرمانا' یا ہمارے نبی ﷺ کو کنکروں اور پتھروں کا بچپن میں سلام کرنا۔ اور اگر ظہور نبوت کے بعد ہو تو اسے ,,معجزہ،، کہتے ہیں جیسے موسی علیہ السلام کا عصا اور ید بیضاء۔ یا نبی کریم ﷺ کا چاند کو چیرنا' سورج واپس لانا اور جو ولی سے صادر ہو اسے ,,کرامت،، کہتے ہیں اور اگر عام مومنین سے اس قسم کی چیزوں کا ظہور ہو تو اسے ,,معونت'' کہتے ہیں اور عجیب وغریب کام کافر سے ہو تو وہ ,,استدراج،، یعنی مہلت دینا کہلاتا ہے جیسے دجال کا پانی برسانا مردے زندہ کرنا۔ ابھی تک اللہ کے فضل وکرم سے مسلمانوں میں کوئی ایسا فرقہ پیدا نہیں ہوا جو معجزات کا انکار کرتا ہو ہاں بہت سے لوگ کرامات اولیاء اللہ کے منکر ہو گئے اور کہنے لگے کہ ساری کرامات گھڑے ہوئے قصے کہانی ہیں قرآن سے ثبوت نہیں ہم یہاں قرآن وحدیث سے اس کا ثبوت پیش کرتے ہیں (علم القرآن)

معجزہ اور کرامت میں فرق: معجزہ اور کرامت میں ایک فرق یہ بھی ہے کہ ہر ولی کے لئے کرامت کا ہونا ضروری نہیں مگر ہر نبی کے لئے معجزہ کا ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ ولی کے لئے یہ لازم نہیں کہ وہ اپنی ولایت کا اعلان کرے یا اپنی ولایت کا ثبوت دے بلکہ ولی کے لئے تو یہ بھی ضروری نہیں کہ وہ خود بھی جانے کہ میں ولی ہوں مگر نبی کے لئے اپنی نبوت کا اثبات ضروری ہے اور چونکہ انسانوں کے سامنے نبوت کا اثبات بغیر معجزہ دکھائے نہیں ہو سکتا اس لئے ہر نبی کے لئے معجزہ کا ہونا ضروری اور لازمی ہے۔

﴿قرآن سے کرامات اولیاء کا ثبوت﴾

آیت نمبر۱

﴿كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا قَالَ يَا مَرْيَمُ أَنَّى لَكِ هَذَا قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ﴾

جب مریم کے پاس زکریا علیہ السلام اس کی نماز پڑھنے کی جگہ جاتے تو اس کے پاس نیا رزق پاتے کہا اے مریم یہ تیرے پاس کہاں سے آیا بولیں وہ اللہ کے پاس سے ہے۔ (سورہ آل عمران آیت: ۳۷ پارہ نمبر ۳) حضرت مریم اللہ کی ولیہ ہیں ان کی کرامت یہ بیان ہوئی کہ مقفل کوٹھری میں بے موسم پھل انہیں غیب سے عطا ہوئے یہ کرامت ولی ہے۔

آیت نمبر۲

﴿ وَهُزِّيْ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسَاقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا﴾

اور اے مریم کھجور کی جڑ پکڑ کی اپنی طرف ہلا تجھ پر تازہ پکی کھجوریں گریں گی۔(سورہ مریم آیت ۲۵،پارہ:۱۶)

جہاں آپ دردِ زہ کے وقت بیٹھی تھیں وہاں ایک کھجور کا خشک درخت تھا۔ فرمایا گیا کہ اسے ہلاؤ تمہارے ہاتھ کی برکت سے ابھی یہ درخت ہرا ہوگا اور بار آور ہوگا ابھی اس کے پھل پک کر تم پر گریں گے تم کھالینا۔ آپ کا ہاتھ اس لئے لگوایا گیا تا کہ معلوم ہو کہ ولی کے ہاتھ کی برکت سے سوکھے درخت ہرے ہو جاتے ہیں تو ان کی نظر سے خشک دل بھی ہرے ہو جائیں گے۔(تفسیر نور العرفان)

علامہ اقبال نے کہا۔

خرد کے پاس خبر کے سوا کچھ اور نہیں

تیرا علاج نظر کے سوا کچھ اور نہیں

آیت نمبر۳:

﴿ وَلَبِثُوْا فِيْ كَهْفِهِمْ ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِيْنَ وَازْدَادُوْا تِسْعًا﴾

اور اصحاب کہف غار میں تین سو برس ٹھہرے نو اوپر (سورہ کہف:۲۵ پارہ ۱۵)

اصحاب کہف نبی نہیں ہیں بلکہ بنی اسرائیل کے ولی ہیں ان کی کرامت یہ بیان ہوئی کہ غار میں تین سو نو برس سوتے رہے۔ اتنا عرصہ بے غذا سونا اور فنا نہ ہونا کرامت ولی ہے۔

آیت نمبر۴:

﴿ وَتَحْسَبُهُمْ اَيْقَاظًا وَّهُمْ رُقُوْدٌ وَّنُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَذَاتَ الشِّمَالِ وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيْدِ﴾

اور تم انہیں جاگتا سمجھو اور وہ سور ہے ہیں اور ہم انہیں داہنی بائیں کروٹیں بدلتے ہیں اور ان کا کتا اپنی کلائیاں پھیلائے ہوئے غار کی چوکھٹ پر ہے۔(سورہ الکہف آیت:۱۸)

اس آیت میں اصحاب کہف جو اولیاء اللہ ہیں۔ ان کی تین کرامتیں بیان ہوئی ہیں۔ ایک تو جاگنے کی طرح اب تک سونا' دوسرے رب کی طرف سے کروٹیں بدلنا اور زمین کا انکے جسموں کو نہ کھانا اور بغیر غذا باقی رہنا' تیسرے ان کے کتے کا اب تک لیٹے رہنا یہ بھی ان کی کرامت ہے نہ کہ کتے کی۔

آیت نمبر۵:

﴿ قَالَ الَّذِيْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ﴾

اور بولا وہ جس کے پاس کتاب کا علم تھا کہ میں تخت بلقیس آپ کے پاس لے آؤں گا آپ کے پلک جھپکنے سے پہلے۔(سورہ النمل آیت:۴۰)

اس آیت میں آصف بن برخیا جو بنی اسرائیل کے نبی نہیں بلکہ ولی ہیں کی کئی کرامتیں بیان ہوئیں بغیر کسی کے پوچھے یمن پہنچ جانا، وہاں سے اتنا وزنی تخت لے آنا اور یہ دور دراز سفر شام سے یمن تک جانا آنا ایک آن میں طے کر لینا۔

آیت نمبر ۶:

﴿ فَانْطَلَقَا حَتّٰی اِذَا رَكِبَا فِی السَّفِیْنَةِ خَرَقَهَا قَالَ اَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ اَهْلَهَا لَقَدْ جِئْتَ شَیْـًٔا اِمْرًا ﴾

ترجمہ: دونوں یعنی موسیٰ اور خضر علیہما السلام چلے یہاں تک کہ جب کشتی میں سوار ہوئے تو حضرت خضر علیہ السلام نے کشتی کو توڑ دیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ کیا تم نے اس لئے توڑ دیا کہ کشتی والے ڈوب جائیں۔ (سورہ کہف: ۷۱)

اس آیت کریمہ میں حضرت خضر علیہ السلام جو کہ غالباً کسی قوم کے ولی ہیں ان کی یہ کرامت بیان ہوئی کہ انہوں نے کشتی توڑ ڈالی مگر کشتی نہ ڈوبی۔ حالانکہ موسیٰ علیہ السلام کو خطرہ پیدا ہو گیا تھا۔

آیت نمبر ۷:

﴿ وَكَانَ تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا ﴾

ترجمہ: خضر نے فرمایا کہ اس دیوار کے نیچے دو یتیموں کا خزانہ ہے اور ان کا باپ نیک آدمی تھا۔ (سورہ الکہف: ۸۲)

اس آیت میں خضر علیہ السلام کی یہ کرامت بیان ہوئی کہ انہوں نے زمین کے نیچے کا دفینہ معلوم کر لیا۔ (علم القرآن از مفتی احمد یار خاں)

آیت نمبر ۸:

﴿ اَیْنَ مَا تَكُوْنُوْا یُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِیْ بُرُوْجٍ مُّشَیَّدَةٍ ﴾

ترجمہ: تم جہاں کہیں ہو موت تمہیں آ لے گی اگرچہ مضبوط قلعوں میں ہو۔ (سورہ النساء آیت: ۷۸)

اس آیت کے تحت حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں:-

ولی کی تین کرامتیں اور غیبی خبریں: ایک عورت کو جب بچے کی پیدائش کا وقت قریب آیا اور بچی پیدا ہوئی تو اس نے اپنے نوکر سے کہا کہیں سے آگ لے آؤ۔ نوکر باہر نکلا تو دیکھا دروازہ پر ایک درویش کھڑا ہے اس مرد درویش نے نوکر سے پوچھا گھر والی نے کیا جنم دیا نوکر نے کہا بچی پیدا ہوئی ہے یہ سن کر مرد درویش نے کہا میری تین باتیں سنتا جا۔ ایک یہ کہ جب یہ لڑکی جوان ہوگی تو سو مرد کے ساتھ بدکاری کرے گی۔ دوم یہ کہ اس کا نکاح گھر کے نوکر کے ساتھ ہوگا۔ سوم یہ کہ اس لڑکی کی موت عنکبوت (مکڑی) کی وجہ سے ہوگی۔ یہ سنتے ہی اس نوکر کو طیش آیا اور وہ واپس لوٹا اور خنجر لے کر نومولود بچی کے پیٹ پر رکھ کر دبایا اور بھاگ گیا اور اس نے گمان کیا کہ بچی مرگئی ہے۔ اس کے بھاگ جانے کے بعد بچی کی ماں نے اس کا پیٹ سی دیا اور وہ بچی تندرست ہو گئی پھر وہ جوان ہوئی۔ تو پورے شہر کی عورتوں سے خوبصورت نکلی ادھر وہ نوکر ایسا بھاگا کہ سمندر پار کر گیا اور دوسرے ملک میں کاروبار کیا کافی دولت اکٹھی کر کے کچھ عرصہ کے بعد وطن واپس لوٹا اور اپنے شہر میں مقیم ہونے کے بعد شادی کا ارادہ کیا اور ایک رشتہ کرانے والی بوڑھی عورت سے کہا میں کسی حسینہ سے شادی کرنا چاہتا ہوں تو اس عورت نے کہا فلاں عورت سے زیادہ اس شہر میں کوئی بھی خوبصورت نہیں اس

نے کہا رشتہ کرادو تو اس عورت نے کوشش کی اور شادی ہوگئی اور خاوند بیوی میں حد درجہ کی محبت پیدا ہوگئی ایک دن بیوی نے خاوند سے پوچھ لیا کہ آپ دوسرے ملک کیوں گئے تھے؟ تو خاوند نے بھاگ جانے کا پورا واقعہ سنا دیا بیوی نے واقعہ سن کر کہا وہ بچی تو میں ہی ہوں اور کرتا اٹھا کر خنجر کا نشان دکھا دیا خاوند نے تسلیم کرلیا اور پھر پوچھا کہ درویش کی دوسری بات کہاں تک درست ہے بیوی نے کہا ہوا جو کچھ ہوا لیکن گنتی یاد نہیں خاوند نے کہا وہ پورے سو ہی ہیں۔ تیسری بات کہ تیری موت مکڑی کے ذریعے ہوگی ہم اس کا بھی بندوبست کرتے ہیں اور اس کے خاوند نے ایک عالی شان محل تیار کرایا اور اس میں سکونت پذیر ہوگئے۔ پھر ایک دن دونوں محل میں بیٹھے تھے کہ اچانک چھت کے ساتھ مکڑی نظر آئی۔ خاوند نے اسے دکھائی عورت کہنے لگی اچھا تو یہ ہے میری قاتلہ کیوں نہ میں ہی اسے قتل کردوں اور انہوں نے مکڑی کو نیچے گرایا تو عورت نے ننگے پاؤں اسے مسل دیا۔ وہ مکڑی تو مرگئی مگر اسکے پیٹ سے زہر کا ایک قطرہ نکل کر بیوی کے انگوٹھے کے ناخن میں لگ گیا جس کا اثر اندر سرایت کرگیا اور وہ اُسی سے مرگئی۔ (تفسیر ابن کثیر سورۃ النساء زیر آیت ۷۸ ج ۱ ص ۵۳۹ مطبوعہ دارالمعرفۃ بیروت لبنان)

اس سے اللہ کے ولی کی کئی کرامات ظاہر ہورہی ہیں کئی سال پہلے جیسا اس نے کہا تھا ویسا ہی ہو کر رہا جب ولی کی نگاہ کا یہ عالم ہے کہ آنے والے واقعات کو دیکھ لیا اور جو پیشین گوئی کی وہ حرف بحرف پوری ہوئی تو پھر نبی ﷺ کے علم کا کیا کہنا

؎ مگر بے خبر بے خبر دیکھتے ہیں

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

لوح محفوظ است پیش اولیاء

از چہ محفوظ است محفوظ از خطا

لوح محفوظ اولیاء اللہ کی نظروں کے سامنے ہے اور وہ لوح محفوظ ایسا ہے جو ہر غلطی سے محفوظ ہے۔ یہ حضرات صفات الٰہی کے مظہر ہو جاتے ہیں زبان ان کی ہوتی ہے اور کلام رب کا

گفتہ او گفتہ اللہ بود

گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

﴿حدیث سے کرامات اولیاء کا ثبوت﴾

شہادت سے پہلے موت کی خبر دے دی: حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب غزوۂ احد ہوا تو رات مجھے میرے باپ نے بلا کر کہا کہ میں اپنے متعلق خیال کرتا ہوں کہ نبی کریم ﷺ کے صحابہ میں سے پہلا شہید میں ہوگا اور میں اپنے نزدیک تم سے زیادہ پیارا کسی کو نہیں چھوڑتا سوائے رسول اللہ ﷺ کی ذات کے اور مجھ پر قرض ہے ادا کردینا اور اپنی بہنوں کے لئے بھلائی کی وصیت قبول کرو جب ہم نے صبح کی تو پہلے شہید وہی تھے۔ پھر میں نے انہیں ایک دوسرے شہید (عمرو بن جموح) کے ساتھ ایک ہی قبر میں دفن کردیا۔ پھر مجھے اچھا نہیں لگا کہ میرا باپ ایک دوسرے شہید کے ساتھ قبر میں رہے۔ تو چھ ماہ کے بعد ان کی قبر کو کھود کر لاش مبارک کو باہر نکالا تو وہ بالکل اسی حالت میں تھے جس حالت میں ان کو میں نے دفن کیا تھا بجز اس کے کہ ان کے کان میں کچھ تغیر ہوا تھا۔ (بخاری شریف حدیث 1351 ریاض الصالحین 1507 مشکوۃ 5945 کرامات صحابہ 125) یہ

ہے صحابی کا علم غیب کہ اپنی موت نوعیت موت حسن خاتمہ وغیرہ سب کی خبر پہلے دے دی۔ اور موت کے بعد کفن سلامت اور بدن تروتازہ۔

پھر اس کے بعد مدینہ منورہ میں نہروں کی کھدائی کے وقت جب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اعلان کروایا کہ سب لوگ میدان احد سے اپنے اپنے مردوں کو نکال کرلے جائیں تو حضرت جابر فرماتے ہیں: کہ میں نے دوبارہ چھیالیس برس کے بعد اپنے والد ماجد حضرت عبداللہ کی قبر کو کھود کر ان کی مقدس لاش کو نکالا تو میں نے ان کو اس حال میں پایا کہ اپنے زخم پر ہاتھ رکھے ہوئے تھے جب ان کا ہاتھ اٹھایا گیا تو زخم سے خون بہنے لگا پھر جب ہاتھ زخم پر رکھا گیا تو خون بند ہوگیا اور ان کا کفن جو ایک چادر کا تھا بدستور صحیح وسالم تھا۔ (بیہقی شریف، حجۃ اللہ علی العالمین 864/2)

اسی لئے تو اہل سنت کہتے ہیں

زمیں میلی نہیں ہوتی زمن میلا نہیں ہوتا
محمد کے غلاموں کا کفن میلا نہیں ہوتا

اس سے یہ بات بھی ثابت ہوگئی کہ شہداء کرام اپنی اپنی قبروں میں پورے لوازم حیات کے ساتھ زندہ ہوتے ہیں جب شہداء کا یہ مقام ہے تو آقا ﷺ کا مقام کیا ہوگا۔

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
میرے چشم عالم سے چھپ جانے والے

اولیاء کرام دلوں کی بھی خبر رکھتے ہیں: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اہل جنت اپنے مسلمان بھائیوں کو جو جہنم میں پڑے ہوں گے جہنم سے چھڑانے کے لئے (بطور ناز) اللہ تعالیٰ سے ایسا جھگڑا کریں گے جیسا جھگڑا کوئی شخص اپنا حق مانگنے کے لئے بھی نہیں کرتا وہ اللہ تعالیٰ کی جناب میں عرض کریں گے:- يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا إِخْوَانُنَا كَانُوا يُصَلُّوْنَ مَعَنَا وَيَصُوْمُوْنَ مَعَنَا وَيَعْمَلُوْنَ مَعَنَا اے ہمارے رب یہ ہمارے بھائی ہمارے ساتھ نماز پڑھا کرتے تھے، ہمارے ساتھ روزے رکھتے تھے، ہمارے ساتھ نیک اعمال کرتے تھے۔ پس اللہ تعالیٰ اُن سے فرمائے گا:-

اذْهَبُوْا فَمَنْ وَجَدْتُّم فِی قَلْبِهٖ مِثْقَالَ دِيْنَارٍ مِنْ إِيْمَانٍ فَأَخْرِجُوْهُ وَيُحَرِّمُ اللهُ صُوَرَهُمْ عَلَى النَّارِ جاؤ اور جس کے دل میں دینار کے برابر ایمان پاؤ اسے نکال لاؤ اور اللہ تعالیٰ اُن کی صورتوں کو آگ پر حرام کر دے گا وہ اُن کے پاس آئیں گے جبکہ بعض قدموں تک اور بعض پنڈلیوں تک آگ میں ڈوبے ہوں گے۔ چنانچہ وہ جن کو پہچانیں گے انہیں نکال لیں گے۔ پھر واپس لوٹیں گے۔ اللہ تعالیٰ اُن سے فرمائے گا:- جاؤ اور جس کے دل میں نصف دینار کے برابر ایمان پاؤ اسے نکال لاؤ پس وہ جن کو پہچانیں گے انہیں نکال لیں گے۔ پھر واپس لوٹیں گے۔ اللہ تعالیٰ اُن سے فرمائے گا:- جاؤ اور جس کے دل میں ذرّے کے برابر ایمان پاؤ اسے نکال لاؤ پس وہ جن کو پہچانیں گے انہیں نکال لیں گے۔ پھر واپس لوٹیں گے۔

(بخاری حدیث ۷۴۳۹ کتاب التوحید، مسلم حدیث ۱۸۳ کتاب الایمان، مشکوۃ حدیث ۵۵۷۹ کتاب صفۃ القیامۃ باب الحوض والشفاعۃ)

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ عام مومنین کو بھی دلوں کے حالات سے آگاہ فرماتا ہے کیونکہ ایمان کسی ظاہری چیز کا نام نہیں ہے جب عام

مومنین دلوں میں پوشیدہ ایمان کو جانتے ہیں تو پھر محبوب خدا ﷺ کے علم کا کیا کہنا جو ساری مخلوق سے افضل ہیں۔

خلق سے اولیاء اولیاء سے رسل

اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی ﷺ

دوسرا مسئلہ یہ معلوم ہوا کہ اولیاء کرام مشکل کشا ہیں دافع البلا ہیں کہ ان کی محبت روز قیامت بھی کام آئے گی۔

شکم مادر میں کیا ہے؟: ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے مجھے مقام عالیہ میں واقع باغ سے بیس وسق کھجوریں حاصل کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی تھی۔ جب ان کے وصال کا وقت قریب ہوا، تو فرمایا: خدا کی قسم اے میری بیٹی! مجھے تم سے زیادہ کسی کا غنی ہونا محبوب نہیں اور اپنی وفات کے بعد تم سے زیادہ کسی کے فقر کا غم نہیں ہے میں نے تمہیں بیس وسق کھجوریں حاصل کرنے کی اجازت دی تھی۔ فَلَوْ كُنْتِ جَذَذْتِيهِ وَاحْتَزْتِيهِ كَانَ لَكِ فَإِنَّمَاهُوَ الْيَوْمَ مَالُ وَارِثٍ وَإِنَّمَاهُوَ اَخُوْكِ وَاُخْتَاكِ فَاقْتَسِمُوْهُ عَلٰى كِتَابِ اللّٰهِ تعالٰی کاش! تم حاصل کر کے اپنے پاس محفوظ کر لیتیں، تو وہ تمہاری ملکیت ہوتیں اور آج وہ مال وارثوں کا ہو چکا اور وہ ہیں تمہارے بھائی اور دو بہنیں، تم اسے قرآن پاک کے حکم کے مطابق تقسیم کر لینا قَالَتْ يَا اَبَتِ وَاللّٰهِ لَوْ كَانَ كَذَا وَكَذَا لَتَرَكْتُهُ اِنَّمَا هِيَ اَسْمَاءُ فَمَنِ الْاُخْرٰى قَالَ ذُوْ بَطْنِ خَارِجَةَ اُرَاهَا جَارِيَةً فَوَلَدَتْ جَارِيَةً حضرت ام المومنین نے عرض کیا: ابا جان بخدا اگر وہ مال اس سے بھی کہیں زیادہ ہوتا۔ تو میں اسے چھوڑ دیتی میری ایک بہن تو اسماء ہے دوسری بہن کونسی ہے؟ فرمایا: خارجہ کی بیٹی (حضرت ابوبکر کی اہلیہ) کے پیٹ والی میرا خیال ہے کہ وہ لڑکی ہے چنانچہ ام کلثوم پیدا ہوئیں۔ ((موطا امام مالک روایۃ محمد بن الحسن الشیبانی ابواب البیوع والتجارات باب النحلی حدیث ۸۰۸ دار القلم بیروت لبنان۔ تاریخ الخلفاء حضرت ابوبکر الصدیق فصل فی مرضہ ووفاتہ ص ۹۷ مطبوعہ دار الجیل بیروت))

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کو اس بات کا علم تھا کہ میں اسی مرض میں انتقال کر جاؤں گا اسی لئے آپ نے فرمایا آج میرا مال وارثوں کا ہو چکا اور آپ یہ بات یقین کے ساتھ جانتے تھے کہ ان کی بیوی کے پیٹ میں لڑکا نہیں لڑکی ہے اور ان دونوں باتوں کا جاننا یقیناً علم غیب ہے، جن کو بیان فرما کر انہوں نے اپنا یہ عقیدہ ثابت کر دیا کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے علاوہ بھی دوسرے خاص بندوں کو نبی کے واسطہ سے غیب کا علم ہوتا ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ تمام روایات بیان فرما کر واضح کر دیا کہ آپ بھی انبیاء کرام اور صحابہ کرام کے عطائی علم کی قائل تھیں اور اس سے آپ کے اس فرمان کی بھی وضاحت ہو گئی،، جو کہے کہ حضور ﷺ کل کی بات جانتے ہیں اس نے اللہ پر جھوٹ باندھا،، کہ اس سے مراد علم غیب ذاتی ہے یعنی بغیر اللہ کے بتائے کوئی نہیں جانتا باقی رہا علم عطائی تو اس کے بارے میں آپ کا عقیدہ یہ ہے کہ نبی تو نبی ہے میرے والد محترم بھی جانتے ہیں کہ کل کیا ہوگا۔

خدا نے کیا تجھ کو آگاہ سب سے دو عالم میں جو کچھ خفی و جلی ہے

ولی کی کرامت سے دودھ پیتا بچہ بول پڑا: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جریج ایک عبادت گذار شخص تھا' اس نے ایک معبد بنایا جس وقت وہ معبد میں نماز پڑھ رہا تھا اس کے پاس اس کی والدہ آئی اور کہا اے جریج! اس نے (دل میں) کہا اے میرے رب! ایک طرف میری ماں ہے اور دوسری طرف میری نماز ہے' پھر وہ نماز پڑھتا رہا اور اس کی ماں واپس چلی گئی' دوسرے دن پھر وہ

اس وقت آئی جب وہ نماز پڑھ رہا تھا اس کہا اے جریج! اس نے (دل میں) کہا اے میرے رب! ایک طرف میری ماں ہے اور دوسری طرف میری نماز ہے پھر وہ نماز پڑھتا رہا اور اس کی ماں واپس چلی گئی اگلے روز ماں پھر اس وقت آئی جب وہ نماز پڑھ رہا تھا اس کہا اے جریج! اس نے (دل میں) کہا اے میرے رب! ایک طرف میری ماں ہے اور دوسری طرف میری نماز ہے پھر وہ نماز میں مصروف رہا اس کی ماں نے کہا: اے اللہ! جب تک یہ فاحشہ عورت کا منہ نہ دیکھ لے اس پر موت طاری نہ کرنا بنواسرائیل جریج اور اس کی عبادت کا بہت چرچا کرتے تھے بنواسرائیل میں ایک بدکارہ عورت تھی جس کا حسن ضرب المثل تھا اس اس نے کہا اگر تم چاہو تو میں جریج کو فتنہ میں مبتلا کردوں وہ عورت جریج کے پاس گئی جریج نے اس کی طرف توجہ نہیں کی ایک چرواہا جریج کے معبد میں رہتا تھا اس عورت نے اس چرواہے کو اپنے نفس کی دعوت دی چرواہے نے اس سے اپنی خواہش پوری کی وہ عورت حاملہ ہوگئی جب اس کے ہاں بچہ پیدا ہوا تو اس نے کہا یہ جریج کا بچہ ہے لوگ آئے انہوں نے جریج کو معبد سے اتارا اور معبد کو گرا دیا لوگوں نے جریج کو مارنا شروع کیا جریج نے پوچھا مَا شَأنُكُمْ؟ فَالُوْا زَنَيْتَ بِهٰذِهِ الْبَغِيِّ فَوَلَدَتْ مِنْكَ تمہارے اس ہنگامے کا کیا سبب ہے لوگوں نے کہا تم نے اس بدکارہ عورت سے زنا کیا ہے اور تم سے یہ بچہ پیدا ہوا ہے فَقَالَ: أَيْنَ الصَّبِيُّ فَجَاءُوْا بِهِ فَقَالَ دَعُوْنِيْ حَتّٰى أُصَلِّيَ فَصَلّٰى جریج نے کہا وہ بچہ کہاں ہے؟ لوگ اس بچہ کو لے کر آئے جریج نے کہا ٹھہرو مجھے نماز پڑھنے دو اس نے نماز پڑھی فَلَمَّا انْصَرَفَ أَتَى الصَّبِيَّ فَطَعَنَ فِي بَطْنِهِ وَقَالَ يَا غُلَامُ مَنْ أَبُوْكَ قَالَ فُلَانُ الرَّاعِي فَأَقْبَلُوْا عَلٰى جُرَيْجٍ يُقَبِّلُوْنَهُ وَيَتَمَسَّحُوْنَ بِهِ پھر فارغ ہو کر بچہ کے پاس آیا اور اس کے پیٹ میں انگلی چبھو کر کہا اے بچے تیرا باپ کون ہے؟ اس نے کہا فلاں چرواہا پھر لوگ جریج کی طرف مڑے اس کو بوسہ دینے لگے اور حصول برکت کے لئے اس کو چھونے لگے اور کہا ہم آپ کے لئے سونے کا معبد بنا دیتے ہیں جریج نے کہا نہیں تم اسی طرح مٹی کا بنا دو۔

(مسلم 2550 بخاری 3436)

اس سے معلوم ہوا کہ مشکل کے وقت نماز پڑھنے سے بڑی سے بڑی مشکل دور ہو جاتی ہے اور مصیبت کے وقت صبر اور نماز سے مدد چاہنا انبیاء اور اولیاء کرام کا طریقہ ہے لیکن اس کے برعکس ہم پر اگر کوئی مصیبت نازل ہو تو بے صبری کا مظاہرہ کرتے ہیں اور اگر پہلے نماز پڑھتے بھی ہوں تو چھوڑ بیٹھتے ہیں

ترقی کی جو نئی راہیں زیرِ آسماں نکلیں
میاں مسجد سے نکلے حرم سے بیبیاں نکلیں
اب مصیبت میں بھی انہیں یادِ خدا آتی نہیں
منہ سے دعا نہ نکلی پاکٹوں سے عرضیاں نکلیں

اس حدیث میں اولیاء اللہ کی کرامات کا ثبوت ہے ان کے کہنے پر دودھ پیتا بچہ بول پڑا بعض لوگ کرامت کو مانتے ہیں لیکن وہ کہتے ہیں کرامات اولیاء کرام کے اختیار میں نہیں ہوتیں ان کی یہ بات غلط ہے یہ حدیث ان کی تردید کر رہی ہے۔

کرامت کی تعریف: جو کام عام لوگوں کی طاقت اور عادت کے خلاف ہو اس کا اللہ کے ولی سے بغیر دعویٰ نبوت کے ظہور ہو اس کو کرامت کہتے ہیں بعض اوقات اولیاء اللہ کی کرامات ان کی طلب اور اختیار سے واقع ہوتی ہیں جیسے حضرت جریج کا یہ واقعہ، اور حضرت

آصف بن برخیاء کا تخت بلقیس کو پلک جھپکنے سے پہلے حاضر کر دینا اور کبھی اولیاء اللہ کی طلب اور اختیار کے بغیر کرامات واقع ہوتی ہیں جیسے حضرت مریم کے پاس بے موسمی پھلوں کا آنا یہی حال معجزات کا ہے۔

پیدائشی ولی کی کرامت: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک بچہ ماں کا دودھ پی رہا تھا اتنے میں ایک شخص عمدہ سواری پر اچھی پوشاک پہنے ہوئے گذرا، اس کی ماں نے کہا،، اے اللہ! میرے بیٹے کو اس جیسا بنادے،، بچہ دودھ چھوڑ کر اس کو دیکھتا رہا پھر کہا،، اے اللہ مجھے اس جیسا نہ بنانا،، پھر پستان کی طرف مڑا اور دودھ پینے لگا، پھر ان کا گذر ایک کنیز کے پاس سے ہوا جس کو لوگ مار رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ تو نے زنا کیا ہے اور چوری کی ہے اور وہ کہہ رہی تھی، ﴿حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ﴾ ،، مجھے اللہ کافی ہے اور وہ اچھا کارساز ہے،، اس کی ماں نے کہا،، اے اللہ میرے بچے کو اس جیسا نہ بنانا،، اس بچے نے دودھ چھوڑ دیا اور اس کی طرف دیکھ کر کہا،، اے اللہ! مجھے اس جیسا بنانا،، تب ماں بیٹے میں مناظرہ ہوا، ماں نے کہا، اے سر منڈے! ایک شخص اچھی حیثیت کا گذرا اور میں نے کہا، اے اللہ! میرے بیٹے کو اس جیسا بنادے،، تو نے کہا،، اے اللہ مجھے اس جیسا نہ بنانا،، اور اس لونڈی کو مار رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ تو نے زنا کیا ہے اور چوری کی ہے۔ تو میں نے کہا،، اے اللہ میرے بچے کو اس جیسا نہ بنانا،، لیکن تو نے کہا،، اے اللہ! مجھے اس جیسا بنانا، بچے نے کہا وہ شخص ایک ظالم آدمی تھا تو میں نے دعا کی اے اللہ! مجھے اس جیسا (ظالم) نہ بنانا۔ اور جس باندی کو لوگ مار رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ تو نے زنا کیا ہے حالانکہ اس نے زنا نہیں کیا تھا اور وہ کہہ رہے تھے کہ تو نے چوری کی ہے تو وہ چور نہیں تھی اس لئے میں نے دعا کی: اے اللہ! مجھے اس جیسا (بے گناہ) بنادے۔ (مسلم 2550 بخاری 3436)

معلوم ہوا کہ عام لوگوں کی نظر ظاہر پر ہوتی ہے اور اولیاء کرام کی نظر ان کے ظاہر اور باطن دونوں پر ہوتی ہے۔ اور پیدائشی ولی ہوتے ہیں جیسا کہ حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کہ آپ ماہ رمضان میں پیدا ہوئے اور دن میں دودھ نہیں پیتے تھے۔

غوث اعظم متقی ہر آن میں

چھوڑا ماں کا دودھ ماہ رمضان میں

نظر ایمان: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ایک خواب دیکھا کہ مسجد نبوی میں خود حضور ﷺ فجر کی نماز پڑھا رہے ہیں اور حضرت علی بھی حضور ﷺ کی اقتداء میں نماز پڑھ رہے ہیں، سلام پھیرنے کے بعد حضور ﷺ مسجد کی دیوار سے پشت انور لگا کر بیٹھ گئے اتنے میں ایک عورت کھجوروں کا ایک طباق لے کر حاضر ہوئی اور حضور ﷺ کے سامنے وہ طباق رکھ دیا، تو حضور ﷺ نے اس میں سے ایک کھجور اٹھائی اور حضرت علی کو عطا فرمائی اور باقی کھجوریں دوسرے نمازیوں میں تقسیم کر دیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آنکھ کھل گئی اور آپ نے دیکھا کہ زبان پر وہی کھجور کا ذائقہ اور شیرینی موجود ہے، ٹھیک صبح کے وقت آپ کی آنکھ کھلی آپ فوراً مسجد میں پہنچے، آپ نے دیکھا کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نماز پڑھا رہے ہیں آپ جماعت میں شامل ہو گئے، سلام پھیرنے کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسی طرح مسجد کی دیوار سے تکیہ لگا کر بیٹھ گئے جس طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رات کو خواب میں حضور ﷺ کو دیکھا تھا تھوڑی دیر کے بعد ایک عورت بھی کھجوروں کا ایک طباق لے کر آ گئی اور فاروق اعظم کی خدمت میں پیش کر دیا، حضرت عمر نے بھی اس طباق میں سے ایک کھجور اٹھائی اور حضرت علی کو دے دی اور باقی سب

کھجوریں حاضرین میں تقسیم کردیں۔ حضرت علی نے حضرت عمر سے کہا: اے امیرالمؤمنین! ایک کھجور مجھے اور بھی دے دیتے تو کیا بات تھی حضرت عمر نے فرمایا، اے علی المرتضی! اگر رات کو رسول اللہ ﷺ نے آپ کو دوسری کھجور عنایت فرماتے تو اسوقت میں بھی آپ کو دوسری کھجور دے دیتا جب سرکار نے نہ دی تو میں کیسے دوں؟ حضرت علی بولے اے عمر! یہ خواب کا واقعہ آپ کو کیسے معلوم ہوگیا؟ حضرت عمر نے فرمایا، اے علی! بندۂ مومن نورِ ایمان سے سب کچھ دیکھ لیتا ہے۔ (نزہۃ المجالس)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ﴿اِتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّهٗ يَنْظُرُ بِنُوْرِ اللهِ وَ يَنْطِقُ بِتَوْ فِيْقِ اللهِ﴾ مومن کی فراست سے ڈرو کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے اور اللہ کی توفیق سے بولتا ہے (جامع صغیر)

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت فاروق اعظم حضور ﷺ کے سچے جانشین ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مومن کی نظر سے کوئی بات چھپی نہیں رہتی پھر جو بارگاہ ایمان حضور ﷺ کے متعلق یوں کہے کہ ان کو دیوار پیچھے کی خبر نہیں کس قدر بے خبر اور بے علم ہے۔ ہمارا عقیدہ تو یہ ہے

سرِ عرش پر ہے تیری گذر دل فرش پر ہے تیری نظر
ملکوت و ملک میں کوئی شے نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

تیری قبر پر بچھو، تیری قبر پر گدھے: حضرات! امروہہ ضلع مرادآباد (انڈیا) میں حضرت شرف الدین شاہ ولایت رحمۃ اللہ علیہ کا مزار ہے۔ آپ جب امروہہ میں تشریف لائے تو حضرت شاہ نصیر الدین نے آپ کو امروہہ میں قیام سے منع فرمایا۔ مگر چونکہ شاہ ولایت اپنے مرشد کے حکم سے امروہہ آئے تھے اس لئے آپ نے شاہ نصیر الدین کی بات نہیں مانی تو ایک دم شاہ نصیر الدین کو جلال آگیا اور آپ نے فرمایا کہ ,,تیری قبر پر بچھو رہیں گے،، حضرت شاہ ولایت کو بھی جلال آگیا اور آپ نے فرمایا کہ ,,تیری قبر پر گدھے رہیں گے،، تو حضرت شاہ نصیر الدین نے فرمایا کہ اب تم نے کہہ دیا ہے تو میری قبر پر گدھے ضرور رہیں گے مگر پیشاب اور لید سے گندگی نہیں پھیلائیں گے، تو حضرت شاہ ولایت نے بھی فرمایا کہ تم نے کہہ دیا ہے تو میری قبر پر بچھو ضرور رہیں گے مگر یاد رکھنا وہ کسی کو ڈنگ نہیں ماریں گے۔ برادران ملت! آج بھی امروہہ میں جا کر اپنی آنکھوں سے یہ دونوں کرامتیں دیکھ سکتے ہو کہ حضرت شاہ ولایت کے مزار پر بکثرت بچھو ملتے ہیں مگر درگاہ کے احاطہ میں ڈنگ نہیں مارتے۔ مولانا عبدالمصطفی اعظمی فرماتے ہیں کہ میں نے خود بارہا ان بچھوؤں کو ہاتھ میں لیا ان کے ڈنگوں پر انگلی بھی رکھ دی مگر کبھی کسی بچھو نے ڈنگ نہیں مارا۔ اور آج بھی کمہاروں کا گدھا گم ہو جائے اور وہ دودھ بتاشہ لے کر حضرت شاہ نصیر الدین کے مزار پر حاضری دیتے ہیں تو کھویا ہوا گدھا ان کے مزار کے پاس سے مل جاتا ہے مگر کبھی کسی گدھے نے وہاں لید یا پیشاب نہیں کیا۔ (نورانی تقریریں ص ۱۵۴) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مومن کی فراست سے ڈرو کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے اور اللہ کی توفیق سے بولتا ہے (جامع صغیر)

نہ تخت و تاج میں نہ لشکر و سپاہ میں ہے
جو بات مردِ قلندر کی بارگاہ میں ہے

موت کے بعد وصیت: حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ نے شہادت کے بعد وصیت کی آپ کی یہ کرامت ایسی بے مثل ہے کہ اس کی دوسری کوئی مثال نہیں مل سکتی۔ شہید ہو جانے کے بعد آپ نے ایک صحابی سے خواب میں یہ فرمایا: کہ اے شخص! تم امیرِ لشکر حضرت خالد بن الولید سے میرا یہ

پیغام کہہ دو کہ میں جس وقت شہید ہوا میرے جسم پر لوہے کی ایک زرہ تھی جس کو ایک مسلمان سپاہی نے میرے بدن سے اتار لیا اور اپنے گھوڑا باندھنے کی جگہ پر اس کو رکھ کر اس پر ایک ہانڈی اوندھی کر کے اس کو چھپا رکھا ہے، لہٰذا امیر لشکر میری اس زرہ کو برآمد کر کے اپنے قبضے میں لے لیں۔ اور تم مدینہ منورہ پہنچ کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے میرا یہ پیغام کہہ دینا کہ جو مجھ پر قرض ہے وہ اس کو ادا کر دیں اور میرا فلاں غلام آزاد ہے۔ خواب دیکھنے والے صحابی نے اپنا خواب حضرت خالد بن الولید سے بیان کیا تو انہوں نے فوراً تلاشی لی اور واقعی ٹھیک اسی جگہ سے زرہ برآمد ہوگئی جس جگہ کا خواب میں آپ نے نشان بتایا تھا۔ اور جب حضرت ابو بکر کو یہ خواب سنایا گیا تو آپ نے حضرت ثابت بن قیس کی وصیت کو نافذ کرتے ہوئے ان کا قرض ادا کر دیا اور ان کے غلام کو آزاد قرار دے دیا۔ مشہور صحابی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ یہ حضرت ثابت بن قیس کی وہ خصوصیت ہے جو کسی کو بھی نصیب نہیں ہوئی کیونکہ ایسا کوئی شخص بھی میرے علم میں نہیں ہے کہ اس کے مرجانے کے بعد خواب میں کی ہوئی اس کی وصیت کو نافذ کیا گیا ہو۔ (تفسیر صاوی ج ۲ ص ۱۰۸، کرامات صحابہ ص: ۱۷۳)

آنکھیں بند کروا کر مصر سے مکہ پہنچا دیا: دیوبند کے شیخ محمد حنیف گنگوہی صاحب لکھتے ہیں: کہ حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے خاص خادم محمد علی کا بیان ہے کہ ایک روز آپ نے قیلولہ کے وقت فرمایا کہ اگر تم میرے مرنے سے پہلے اس راز کو افشا نہ کرو تو آج عصر کی نماز مکہ معظمہ میں پڑھ لوں عرض کیا ضرور فرمایا آنکھیں بند کرو اور ہاتھ پکڑ کر ستائیس قدم چل کر فرمایا آنکھیں کھول دو، دیکھا تو ہم باب معلٰی پر تھے۔ حرم پہنچ کر طواف کیا آب زمزم پیا پھر فرمایا کہ اس سے تعجب مت کرو کہ ہمارے لئے طی ارض ہوا (زمین سمیٹ دی گئی) بلکہ زیادہ تعجب اس کا ہے کہ مصر کے بہت سے مجاورین حرم ہمارے متعارف یہاں موجود ہیں مگر ہمیں نہ پہچان سکے پھر فرمایا چاہو تو ساتھ چلو ورنہ حاجیوں کے ساتھ آ جانا۔ عرض کیا ساتھ ہی چلوں گا باب معلٰی تک گئے اور فرمایا آنکھیں بند کر لو اور مجھے سات قدم دوڑایا آنکھیں کھولیں تو ہم مصر میں تھے۔ (احوال المصنفین ص: ۳۶) (بزرگوں کے عقیدے از مفتی جلال الدین امجدی ص ۶۳)

اللہ کے ولی دافع البلا ہوتے ہیں: حضرت صہیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ﴿كَانَ الْغُلَامُ يُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ وَيُدَاوِي النَّاسَ مِنْ سَائِرِ الْأَدْوَاءِ﴾ وہ لڑکا مادر زاد اندھے اور برص والوں کو شفا دیتا تھا اور لوگوں کی تمام بیماریوں کا علاج کرتا تھا۔ (مسلم شریف کتاب الزہد والرقاق باب قصہ اصحاب الاخدود حدیث نمبر ۳۰۰۵)

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ والوں کے ہاتھ میں شفا ہے ان کے پاس جانے سے مشکلیں حل ہوتی ہیں بیماریاں دور ہوتی ہیں جب بنی اسرائیل کے اولیاء کی شان ہے تو اس امت کے اولیاء کی شان کیا ہوگی کیونکہ یہ امت پہلی تمام امتوں سے افضل ہے اور اس امت کے اولیاء پہلی امتوں کے اولیاء سے افضل ہیں اور ہمارے نبی ﷺ پہلے تمام نبیوں سے افضل ہیں۔ اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ کے بعض افعال کی نسبت اس کے بندوں کی طرف کرنا جائز ہے شرک نہیں ہے کیونکہ برص والے اور اندھوں کو شفا دینا اللہ کا کام ہے۔ اس کی نسبت حضور ﷺ بنی اسرائیل کے ایک ولی کی طرف کر رہے ہیں۔ تو ہم اس حدیث کے پیش نظر حضور غوث پاک اور نبی کریم ﷺ کو مشکل کشا اور دافع البلا کہہ سکتے ہیں۔ سمجھ میں نکتہ توحید آ تو سکتا ہے تیرے دماغ میں بت خانہ ہو تو کیا کہیے (علامہ اقبال)

کرامات اولیاء کے بارے میں امام الوہابیہ ابن تیمیہ کا موقف: ابن تیمیہ لکھتے ہیں: خصائص و کرامات حکم کے اعتبار سے ایک ہی جنس سے ہیں۔ اور نقل اور عدم تشدد میں بھی ایک ہی ہیں اور یہ کرامات و خصوصیات مناقب و فضائل کی کشتی میں گھومتی ہیں یعنی ان کا تعلق فضائل و مناقب سے ہے۔

صحابہ کرام کی کرامات خود ابن تیمیہ نے بیان کی ہیں۔ان کی بیان کردہ کرامات سنئے

قسم اٹھانے سے دشمن پر فتح حاصل ہوگئی: حضرت براء بن مالک رضی اللہ عنہ جب بھی اللہ پر قسم کھاتے تو اللہ پاک ان کی قسم پوری کر دیتا۔ ایک مرتبہ لڑائی تھی۔ مسلمانوں پر جہاد میں کافی سختی و دشواری ہوئی تو مسلمانوں نے کہا اے براء اپنے رب پر قسم کھایئے تو حضرت براء نے کہا اے میرے رب میں تجھے قسم دیتا ہوں تو ہمیں دشمنوں پر فتح دے پس دشمن کو شکست ہوگئی۔ جب جنگ قادسیہ کا دن تھا تو حضرت براء نے کہا اے میرے رب میں تجھے قسم دیتا ہوں تو ہمیں دشمنوں پر فتح دے اور مجھے سب سے پہلے شہادت دے۔ پس دشمن کو فتح ہوگئی اور حضرت براء شہید ہو گئے۔ (مجموعہ فتاوی ابن تیمیہ ج11 ص281)

یہ حضرت براء انس بن مالک کے بھائی تھے ان کے متعلق نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا: بہت سے پریشان، بال غبار میں اٹے ہوئے پرانے کپڑے والے جن کی پرواہ نہ کی جائے اگر اللہ پر قسم کھالیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم کو پورا کردے ان میں براء بن مالک بھی ہیں۔ (مشکوۃ جامع المناقب الفصل الثانی)

پیاس کے وقت بارش ہوئی: حضرت علاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ بحرین میں نبی کریم ﷺ کے عامل (گورنر) تھے اور اپنی دعا میں کہتے تھے ﴿یا علیمُ یا حلیم یا علیُّ یا عظیمُ﴾ پس ان کی دعا قبول ہو جاتی تھی جب ان حضرات نے پانی نہ پایا تو نماز پڑھ کر اللہ سے دعا کی کہ وہ لوگ سیراب ہو جائیں اور وضو کرلیں تو اچانک ایک بدلی نمودار ہوئی اور اس قدر پانی برسا کہ جل تھل ہو گیا اور سارا لشکر جانوروں سمیت پانی سے سیراب ہو گیا اور لشکر والوں نے اپنے تمام برتنوں کو پانی سے بھر لیا۔ (طبری ج۳ ص257) دلائل النبوۃ ج3 ص802) (کرامات صحابہ ص175)

اور جب سمندر ان کے درمیان حائل ہو گیا اور اپنے گھوڑوں کے ساتھ سمندر میں سے گذرنے کی قدرت نہ رکھتے تھے تو اللہ پاک سے دعا کی پس وہ پانی پر سے گذر گئے حتیٰ کہ ان کے گھوڑوں کے زین تک گیلے نہ ہوئے اور اللہ پاک سے دعا کی کہ موت کے بعد ان کے جسم کو کوئی نہ دیکھے تو لوگوں نے قبر میں ان کے جسم کو نہ پایا۔ (مجموعہ فتاوی ابن تیمیہ ج11 ص281)

آگ گلزار ہوگئی اور دریا نے راستہ دے دیا: مشہور تابعی حضرت ابومسلم خولانی جو حافظ الحدیث اور محدث کبیر بھی ہیں اور انتہائی متقی پرہیزگار با کرامت ولی بھی ہیں وہ اور ان کے ساتھی دریائے دجلہ پر (بغیر کسی کشتی کے) گذر رہے تھے اور دجلہ کا پانی لکڑیوں کو باہر پھینک رہا تھا پھر یہ اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ کسی کی کوئی چیز تو گم نہیں ہوئی تاکہ میں اللہ پاک سے دعا کروں۔ کسی نے کہا کہ ہاں میرا ایک زیور گم ہو گیا ہے۔ تو انہوں نے کہا کہ میرے پیچھے آؤ۔ تو دیکھا کہ کسی لکڑی میں اٹکا ہوا تھا۔ چنانچہ وہاں سے لے لیا گیا۔ اسود عنسی نے جب نبوت کا دعویٰ کیا تو ان کو بلوایا، اور ان سے کہا کیا تم گواہی دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ تو انہوں نے فرمایا میں سنتا نہیں۔ پھر کہا کیا تم گواہی دیتے ہو کہ محمد اللہ کے رسول ہیں ﷺ تو انہوں نے فرمایا کہ ہاں، پھر اس بدبخت نے ان کو آگ میں ڈالنے کا حکم دیا تو ان کو آگ میں ڈال دیا گیا پھر لوگوں نے دیکھا کہ یہ آگ میں کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے ہیں اور آگ ان پر ٹھنڈی اور سلامتی والی ہوگئی۔ اور نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد جب مدینہ منورہ آئے تو حضرت عمر نے ان کو اپنے اور حضرت ابوبکر کے درمیان بٹھایا اور فرمایا کہ تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے مجھے موت نہ دی حتیٰ کہ میں نے محمد ﷺ کی امت میں سے اس شخص کو دیکھ لیا جس کے ساتھ وہی معاملہ کیا گیا جو حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے ساتھ کیا گیا تھا۔ (مجموعہ فتاوی ابن تیمیہ ج11

ص 281)(المفاہیم از علامہ فضیلۃ الشیخ مدرس مکہ المکرمہ سید محمد علوی مالکی ص ۲۱۲)

اس کتاب ,,مفاہیم،، پر تمام دنیا کے علماء اور بالخصوص علماء دیوبند کی تقاریظات اور تصدیقات ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ والوں کی پانی پر بھی حکومت ہوتی ہے اور آگ پر بھی۔ اسی طرح حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت خالد بن ولید جب دریائے دجلہ پر پہنچے تو کوئی کشتی نہ تھی دریا کو خطاب کیا ,,اے دریا اگر تو خدا کے حکم سے جاری ہے ہم تجھے محمد ﷺ کی عزت وحرمت اور حضرت فاروق اعظم کے عدل کا واسطہ دیتے ہیں تو ہمیں راستہ دے،، چنانچہ یہ لشکر اپنے گھوڑوں اونٹوں اور آدمیوں کیساتھ دریا پار کر کے مدائن پہنچ گیا اور کسی جانور کا کھر بھی پانی سے تر نہ ہوا۔ (ازالۃ الخفاء ج ۲ ص ۱۶۸، کرامات صحابہ ص ۱۱۲)

علامہ اقبال فرماتے ہیں:

دشت تو دشت دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے
بحر ظلمات میں دوڑا دیئے گھوڑے ہم نے

اللہ والوں کی پانی اور زمین پر حکومت: ایک مرتبہ مدینہ میں زلزلہ آیا زمین ہلنے لگی تو حضرت فاروق اعظم کچھ دیر اللہ کی حمد وثناء کرتے رہے مگر زلزلہ ختم نہ ہوا۔ یہاں تک کہ آپ کو جلال آ گیا اور آپ نے دُرّہ زمین پر مار کر فرمایا: اے زمین ساکن ہو جا کیا میں نے تیرے اوپر عدل نہیں کیا؟ یہ فرماتے ہی فوراً زلزلہ ختم ہو گیا اور زمین ساکن ہو گئی۔ (ازالۃ الخفاء ج ۲ ص ۱۷۱)

جب دریائے نیل خشک ہو گیا تو آپ نے دریا کی طرف ایک رقعہ لکھا: ,,اے مصر کے دریائے نیل یہ اللہ کے بندے عمر بن الخطاب کا خط ہے اگر تو خود بخود جاری ہوا کرتا تھا تو ہمیں تیری کوئی ضرورت نہیں ہے اور اگر تو اللہ کے حکم سے جاری ہوتا تھا تو پھر اللہ کے نام سے جاری ہو جا،، جب اس خط کو دریا میں ڈالا گیا فوراً دریا جاری ہو گیا اور کبھی خشک نہ ہوا۔ (ازالۃ الخفاء ج ۲ ص ۱۶۶)

جو لوگ کہتے ہیں کہ نبی کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا وہ جھوٹے ہیں نبی کی شان تو بڑی بلند ہے حضور کے غلاموں کے خط سے دریا جاری ہو جاتے ہیں زمین ٹھہر جاتی ہے معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں کا نبی کوئی اور ہے جس کے پاس کوئی اختیار نہیں ہمارے نبی کی تو شان یہ ہے

سورج الٹے پاؤں پلٹے چاند اشارے سے ہو چاک
اندھے منکر دیکھ لے قدرت رسول اللہ کی ﷺ

اولیاء کرام کی ہوا پر حکومت: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جمعہ کو خطبہ دے رہے تھے دوران خطبہ فرمایا ﴿یا سَارِیَۃُ الْجَبَلَ﴾ ,,ساریہ پہاڑ کی طرف ہو،، لوگ ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے جب خطبہ سے فارغ ہوئے تو لوگوں نے پوچھا تو فرمایا مجھے دکھائی دیا کہ مشرکین ہمارے مسلمان بھائیوں کو شکست دینے والے ہیں اور وہ پہاڑ کی جانب سے بھرپور حملہ کے لئے تیار ہیں اگر مسلمان ادھر کا رخ کر لیں تو ایک ایک کو چُن کر ماریں گے ورنہ ہلاک ہو جائیں گے چنانچہ میری زبان سے وہ الفاظ نکلے جنھیں تم نے سنا اس واقعہ کے ایک ماہ بعد فتح کی خوشخبری دینے والا آیا اور کہا کہ ہم سب نے فلاں تاریخ کو امیر المؤمنین کا یہ حکم سنا تھا چنانچہ ہم نے پہاڑ کی طرف حملہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں فتح سے ہمکنار کر دیا۔ (تاریخ الخلفاء ص ۱۲۷، مشکوۃ حدیث ۵۹۵۴ کتاب الفضائل باب الکرامات (مجموعہ فتاوی ابن تیمیہ ج 11 ص 281)

برادرانِ ملت! آپ جانتے ہیں کہ آواز کا پہنچانا ہوا کا کام ہے۔ سب کو معلوم ہے کہ ہواؤں کے تموج سے ایک کی آواز دوسرے کے کانوں میں پہنچتی ہے حضرت فاروق اعظم نے بغیر کسی برقی قوت کے اور بغیر کسی ریڈیو اسٹیشن کے صرف زبان سے فرمادیا۔ مگر ہوا چونکہ فاروقی سلطنت کے کنٹرول میں تھی اس لئے ہوا نے آپ کی آواز کو مدینہ منورہ سے نہاوند تک پہنچادیا اور حضرت ساریہ اور ان کی فوج نے اس آواز کو سن لیا اور آپ کی اس جنگی ہدایت پر عمل کر کے فتح مبین حاصل کر لی۔ بلاشبہ یہ واقعہ دلیل ہے کہ اولیاء اللہ کی حکومت ہوا پر بھی ہے۔ حضرات آپ نے دیکھ لیا کہ آگ، پانی، زمین اور ہوا ہر چیز پر اولیاء کی حکومت ہے کون نہیں جانتا؟ کہ آگ، پانی، مٹی اور ہوا یہ عناصر اربعہ کہلاتے ہیں تمام کائنات ارضی انہیں چار عنصروں سے بنی ہوئی ہے۔ جب ان چار عنصروں پر اولیاء کی حکومت ہے تو ثابت ہوا کہ ان چار عناصر سے بنی ہوئی تمام چیزوں پر اولیاء کی حکومت ہے ہر چیز ان اللہ والوں کی محکوم اور فرماں بردار ہے کیوں؟ اس لئے کہ انہوں نے اللہ کو راضی کیا ہے نبی ﷺ کی غلامی اختیار کی ہے۔ ان کے اللہ کا اعلان ہے

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

وہ لوگ بڑے دجال اور فریبی ہیں جو بتوں والی آیات پڑھ کر کہتے ہیں کہ اولیاء کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا یہ کسی چیز کے مالک ومختار نہیں یعنی وہ اولیاء کو بت سمجھتے ہیں (نعوذ باللہ) اس سے بڑھ کر اولیاء کرام گستاخی کیا ہو سکتی ہے۔

عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے
یہ گھٹائیں اسے منظور بڑھانا تیرا

حضرت مجدد الف ثانی کی کرامت دوسروں کی زبان سے: مولوی ابراہیم غیر مقلد سیالکوٹی کا شاگرد عبدالمجید سوہدروی لکھتا ہے: صوفی حبیب الرحمٰن صاحب کا بیان ہے کہ ۱۹۱۰ء میں جب حضرت ضیا معصوم صاحب مرشد امیر حبیب اللہ خاں کابل پٹیالہ تشریف لائے تو انہوں نے سرہند جانے کے لئے قاضی سلیمان منصور پوری کو اپنے ساتھ لے لیا۔ حضرت ضیاء معصوم جب روضہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ پر مراقبہ کے لئے بیٹھے تو قاضی جی نے دل میں کہا کہ شاید ان بزرگوں نے آپس میں کوئی راز کی بات کہنی ہو۔ ان سے الگ ہو جانا چاہئے۔ ابھی آپ اپنے جی میں یہ خیال لے کر اٹھے ہی تھے کہ حضرت مجدد الف ثانی نے آپ کو ہاتھ سے پکڑ لیا اور فرمایا: سلیمان بیٹھے رہو۔ ہم کوئی بات تجھ سے راز میں نہیں رکھنا چاہتے۔ صوفی صاحب کا بیان ہے کہ قاضی صاحب نے بعض دوستوں سے ذکر کیا۔ اور فرمایا کہ یہ واقعہ مراقبہ یا مکاشفہ کا نہیں بلکہ بیداری ہے۔ (کرامات اہل حدیث کرامات قاضی سلیمان)

اس سے پتہ چلا کہ اللہ والے زندہ ہوتے ہیں قبر سے باہر بھی آسکتے ہیں دلوں کی باتیں تک جان لیتے ہیں۔ اگر ہم یہی باتیں حضور غوث پاک کے متعلق بیان کریں تو یہ لوگ ہم پر شرک کا فتویٰ لگاتے ہیں کتنی ناانصافی ہے اگر یہ باتیں شرک ہیں تو سب سے پہلے تمہارے اپنے مولوی مشرک ہوں گے۔

بچ گئے تم اور نہ ساتھی تمہارے
اگر ناؤ ڈوبی تو ڈوبو گے سارے

اولیاء کرام کی جانوروں پر حکومت: مرشد پاک حضور مفکر اسلام رحمۃ اللہ علیہ ,,تاریخ کامل,, کے حوالہ سے لکھتے ہیں: حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کو افریقہ کا گورنر مقرر کیا تو آپ نے مسلمانوں کے جان و مال کے تحفظ کے لئے ایک چھاؤنی کا قیام ضروری سمجھا مگر اس کے لئے جس جگہ کو منتخب کیا گیا وہ ایک ایسا گنجان جنگل تھا کہ سانپوں کو بھی اس میں سے گزرنا دشوار تھا۔ اس کے علاوہ اس میں ہر قسم کے موذی اور زہریلے جانور رہتے تھے۔ لشکر میں اٹھارہ صحابہ کرام بھی تھے۔ حضرت عقبہ نے تمام فوجیوں کو جنگل کے قریب جمع کر کے بلند آواز سے فرمایا,,اے جنگل کے موذی جانورو، ہم اصحاب رسول اللہ ہیں تم یہاں سے چلے جاؤ کیونکہ ہم یہاں آباد ہو رہے ہیں اب بھی کوئی رہ گیا تو ہم اسے قتل کر دیں گے,, اس اعلان کا اثر یہ ہوا کہ شیر، چیتے، سانپ وغیرہ غرض تمام موذی جانور بھاگنے لگے جنگل خالی ہو گیا تو مسلمانوں نے اللہ کا شکر ادا کیا اور کفار حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔ (توحید اور محبوب خدا کے کمالات ج۳ ص ۱۰۴)

نہ تخت و تاج میں نہ لشکر و سپاہ میں ہے

جو بات مرد قلندر کی بارگاہ میں ہے

قبر میں نماز پڑھنا: امام الوہابیہ محمد بن عبدالوہاب نجدی لکھتے ہیں: حضرت ثابت سے سند متصل سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ اے اللہ! اگر تو نے کسی کو قبر میں نماز پڑھنے کی نعمت دی ہے تو مجھے بھی قبر میں نماز پڑھنے کی نعمت عطا فرما۔ ابونعیم جبیر سے روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں، میں نے ثابت بنانی کو ان کی قبر میں داخل کیا اور میرے ساتھ حمید الطویل تھے۔ جب ہم نے ان کی لحد کو اینٹوں سے بند کیا تو ایک اینٹ اس میں گر پڑی تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے ہیں۔ (احکام تمنی الموت مجموعہ مؤلفات الشیخ نجدی) المفاہیم از علامہ علوی مالکی مترجم انیس احمد دیوبندی ص ۳۰۱)

قرآن حکیم کی تلاوت: ابونعیم نے اور ابن جریر نے ابراہیم بن المہلبی سے روایت کیا ہے کہ ابراہیم نے کہا کہ مجھے ان لوگوں نے بیان کیا ہے جو صبح کے وقت چونا لے کر قبرستان سے گذر رہے تھے وہ کہتے ہیں کہ ہم حضرت ثابت بنانی کی قبر کے پاس سے گذرے تو ہم نے قراءت قرآن کی آواز سنی اور ترمذی میں حضرت ابن عباس سے بسند حسن مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کے بعض اصحاب نے کسی قبر پر خیمہ لگایا اور ان کو معلوم نہ تھا کہ یہ قبر ہے پس کیا سنتے ہیں کہ اس میں ایک انسان سورہ ملک کی تلاوت کر رہا ہے۔ پھر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ سورت تو مانعہ یعنی روکنے والی اور منجیہ یعنی عذاب قبر سے نجات دلانے والی ہے۔ (احکام تمنی الموت مجموعہ مؤلفات الشیخ نجدی) المفاہیم از علامہ علوی مالکی مترجم انیس احمد دیوبندی ص ۳۰۲)

ان دونوں حدیثوں سے ثابت ہوا کہ انبیاء کرام اور شہداء کے علاوہ اولیاء کرام بھی قبروں زندہ ہوتے ہیں نماز اور قرآن کی تلاوت کرتے ہیں۔ جو ان کو مردہ کہے وہ خود مردہ ہے اس کا دل مردہ ہے۔

جماعت غیر اسلامی کے مودودی صاحب نے انبیاء اولیاء اور شہداء کی زندگی کا انکار کیا ہے جو صریح قرآن کے خلاف ہے۔ چنانچہ وہ سورۃ النحل آیت نمبر ۱۹-۲۰ کی تفسیر میں لکھتا ہے من دون اللہ سے مراد انبیاء، اولیاء شہداء صالحین اور دوسرے غیر معمولی انسان ہی ہیں جن کو غالی داتا، مشکل کشا، فریاد

رس، غریب نواز، گنج بخش اور نہ معلوم کیا کیا قرار دے کر اپنی حاجت روائی کے لئے پکارنا شروع کر دیتے ہیں۔ (تفہیم القرآن جلد ۲ ص ۵۳۲)

قرآن تو کہہ رہا ہے شہید زندہ ہیں اور نبی شہید کیا ساری مخلوق سے افضل ہیں تو جو ان کو مردہ کہے کیا اس کا قرآن پر ایمان رہے گا؟ ہرگز نہیں وہ جماعت اسلامی نہیں شیطانی ہے۔ ہمارا عقیدہ یہ ہے

کون کہتا ہے کہ مومن مرگئے
وہ تو قید سے چھوٹے اپنے گھر گئے

قبر کے اندر سے سلام کا جواب: حضرت فاطمہ خزاعیہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ میں ایک دن سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر کی زیارت کے لئے گئی اور میں نے قبر انور کے سامنے کھڑے ہو کر ,,السلام علیک یا عم رسول اللہ،، کہا تو آپ نے بہ آواز بلند قبر کے اندر سے میرے سلام کا جواب دیا جس کو میں نے اپنے کانوں سے سنا۔ (بیہقی شریف، خصائص کبری جلد ۲ ص ۳۶۴ باب ماوقع فی غزوۃ احد، حجۃ اللہ ۲ ص ۸۶۳، وفاء الوفاء ج ۳ ص ۹۳۲ (عربی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے شہداء احد کے بارے میں فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ اللہ کے نزدیک شہداء ہیں تم ان کی زیارت کرو اور انہیں سلام کرو اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے قیامت تک جو بھی ان کو سلام کرے گا تو یہ اس کے سلام کا جواب دینگے۔ (بیہقی شریف، خصائص کبری جلد ۲ ص ۳۶۳ باب ماوقع فی غزوۃ احد)

معلوم ہوا کہ شہید زندہ ہیں ہمارے سلام سنتے ہیں اور سن کر جواب بھی دیتے ہیں جب شہید کا یہ مقام ہے تو میرے آقا کا مقام کیا ہوگا۔

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ — میرے چشم عالم سے چھپ جانے والے

قبر کے اندر سے شیخ محمود کو لڑکے کی بشارت دی: اسی طرح شیخ محمود کردی نزیل مدینہ منورہ نے سیدنا حمزہ کی قبر انور پر حاضر ہو کر سلام عرض کیا تو آپ نے بہ آواز بلند قبر کے اندر سے میرے سلام کا جواب دیا اور ارشاد فرمایا: اے شیخ محمود تم اپنے لڑکے کا نام میرے نام پر ,,حمزہ،، رکھنا۔ چنانچہ جب اللہ تعالی نے ان کو بیٹا دیا تو اس کا نام ,,حمزہ،، رکھا۔ (حجۃ اللہ علی العالمین جلد ۲ ص ۸۶۳ بحوالہ کتاب باقیات الصالحات)

سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی کرامت دیکھو کہ اپنی قبر شریف کے اندر رہتے ہوئے یہ معلوم تھا کہ ابھی شیخ محمود کے کوئی بیٹا نہیں ہے مگر آئندہ خدا ان کو فرزند عطا کرے گا جبھی تو فرمایا: اے شیخ محمود تم اپنے لڑکے کا نام میرے نام پر ,,حمزہ،، رکھنا۔ اور اس بشارت اور سلام کے جواب کو سب حاضرین نے اپنے کانوں سے سنا۔ اس کرامت سے اس مسئلہ پر روشنی پڑتی ہے کہ شہداء کرام اپنی اپنی قبروں میں پورے لوزم حیات کے ساتھ زندہ ہیں اور ان کے علم کی وسعت کا یہ حال ہے کہ وہ یہاں تک جان اور پہچان لیتے ہیں کہ آدمی کی پشت میں جو نطفہ ہے اس سے پیدا ہونے والا بچہ لڑکا ہے یا لڑکی۔ اگر ان کو بالیقین معلوم نہ ہوتا کہ لڑکا ہی پیدا ہوگا تو آپ کس طرح لڑکے کا نام اپنے نام پر رکھنے کا حکم دیتے۔ واللہ اعلم

......☆☆......

تصوف کی ضرورت واہمیت

﴿حضور مفکر اسلام علیہ الرحمہ﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تصوف کیا ہے؟ ہمارا روزمرہ کا مشاہدہ ہے کہ انسانی جسم مختلف امراض وعوارض سے دوچار ہوتا رہتا ہے۔ سر سے پاؤں تک کوئی عضو ایسا نہیں جسے ان کی زد سے باہر قرار دیا جاسکے۔ ہم ان کا علاج کرانے کے لئے ڈاکٹروں، طبیبوں یا جراحوں کے پاس جاتے ہیں کیونکہ یہ میڈیسن یا طب میں سند یافتہ ہوتے ہیں اور اپنے علم وتجربہ کی روشنی میں مریض کی حسب ضرورت تشخیص کر کے مناسب علاج تجویز کرتے ہیں بلکہ آپریشن ضروری ہو تو اس سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ ان میں جو زیادہ حاذق ہوتا ہے، اتنا ہی مرجع عام وخاص ہوتا ہے۔ کبھی یوں بھی ہوتا ہے کہ انسان خود اپنے مرض سے بے خبر ہوتا ہے مگر قابل طبیب یا ڈاکٹر اسے دیکھتے ہی مریض قرار دیتا ہے۔ اگر مریض ہوشمند ہو تو طبیب پر اعتماد کر کے اپنے مرض کا علاج کروالیتا ہے۔ ورنہ اپنی ظاہری صحت سے دھوکا کھا کر اپنی روش پر چلا رہتا ہے۔ حتیٰ کہ اندر ہی اندر بیماری زور پکڑ جاتی ہے اور آخر کار اسے لے ڈوبتی ہے۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ انسان کسی مرض سے دوچار تو نہیں مگر کامل طبیب کی نظر میں جلد دوچار ہونے کا خطرہ ہو۔ بعض اپنے فن میں ایسے ماہر ہوتے ہیں کہ بیماری کے کھوج میں بیمار کے باپ دادا تک پہنچ جاتے ہیں اور اپنے مخصوص انداز تحقیق سے ثابت کرتے ہیں کہ بیماری مریض کا حصہ فطرت بن چکی ہے۔

اسی طرح سمجھئے، ہمارے دل (یا ہماری روح) کی بھی بیماریاں ہیں اور ان کا علاج کرنے کے لئے بھی حکیموں کا ایک گروہ موجود ہے۔ یہ لوگ ہماری روحانی وقلبی بیماریوں کی تشخیص کر کے ان کے اسباب متعین اور علاج تجویز کرتے ہیں۔ دونوں گروہوں میں طرز تشخیص اور مہارت فن میں کیا فرق ہے، حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے سنئے، فرماتے ہیں:۔

این طبیبان بدن دانشورند — بر سقام تو ز تو واقف ترند
تازہ قارورہ ہمی بینند حال — کہ ندانی تو ازاں رو اعتدال
ہم زنبض وہم زرنگ وہم زدم — بو برند از تو بصد گونہ سقم
پس طبیبان الٰہی در جہاں — چوں ندانند از تو اسرار نہاں
ایں طبیبانِ نو آموزند خود — کہ بدیں آیات شاں حاجت بود
کاملاں از دور نامت بشنوند — تا بقعر تار و پودت در روند
بلکہ پیش از زادنِ تو سالہا — دیدہ باشندت بچندیں حالہا

حال تو دانند یک یک موبمو زانکہ پرہستند از اسرار ہو

مومن ینظر بنور اللہ شدی از خطاو سہو بیروں آمدی

مختصر یہ کہ روحانی طبیب، انسان کے اندرونی عوارض وامراض کو سمجھنے میں جسمانی طبیبوں سے منزلوں آگے ہوتے ہیں۔ انہیں رنگ، دم دیکھنے یا آلات لگانے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ وہ تو اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتے ہیں اور مریض کی پیدائش سے بھی پہلے اس کے ظاہری وباطنی جملہ کوائف کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ اب یوں سمجھئے قلب وروح کے طبیب یا ڈاکٹر کو 'صوفی' کہا جاتا ہے اور وہ مخصوص علم طب جس میں قلب وروح کے امراض وعلاج سے بحث کی گئی ہے، تصوف کہلاتا ہے۔

جسم کے ڈاکٹر یا طبیب کے لئے یہ ضروری نہیں کہ خود بیمار نہ ہو، وہ بیماری میں بھی دوسروں کا علاج کر لیتا ہے مگر صوفی کے لئے ضروری ہے کہ ہر قسم کی روحانی آفت سے محفوظ ہو ورنہ تشخیص کر سکے گا نہ علاج۔ ڈاکٹر اور طبیب کو سند کی ضرورت ہوتی ہے تو صوفی کو اجازت وخلافت کی (کہ یہ اس کے لئے سند ہے) بعض مریضوں کو ہسپتال میں داخل ہونا ضروری ہوتا ہے تاکہ معالج کی نگرانی میں خاطر خواہ علاج ہو، اسی طرح بعض طالب علموں کو 'صوفی' کے ہسپتال جسے 'خانقاہ' یا کبھی 'درگاہ' بھی کہتے ہیں، میں داخلہ لینا پڑتا ہے۔ یہ خانقاہ مطب ہی نہیں، طبی درسگاہ بھی ہوتی ہے۔ اس لئے علاج کرانے کے لئے ہی نہیں، طب روحانی سیکھنے اور تجربات حاصل کرنے کے لئے بھی ان میں داخلہ ضروری ہے۔

جسمانی فزیشن اپنی علمی وفنی مہارت کے باوجود، کسی کو محض دیکھنے، بولنے یا توجہ سے کسی کی بیماری دور نہیں کر سکتے مگر روحانی طبیب ایسا بھی کر سکتے ہیں اور کرتے آئے ہیں۔

قلبی وروحانی امراض: جسمانی امراض کی طرح روحانی امراض بھی انگنت ہیں۔ چند اہم بیماریاں حسب ذیل ہیں۔

کفر وشرک، تشکیک ولاادریت، نفاق، ریا وسمعہ، حب دنیا، خوف ماسوی اللہ، غرور وتکبر، بغض وحسد، خود پرستی وخود نمائی، حرص مال وزر، سوء ظن، طول امل (دنیا والوں سے یا دنیا سے لمبی امیدیں رکھنا) غصہ وکینہ وغیرہ۔ پھر جس طرح جسمانی بیماریوں کے مختلف درجے ہوتے ہیں اور جب یہ انتہا تک پہنچ جاتی ہیں، لاعلاج قرار پاتی ہیں، اسی طرح روحانی بیمار بھی مسلسل اور دانستہ نافرمانیوں اور بے اعتدالیوں کی وجہ سے غضب خداوندی کا شکار ہو کر لاعلاج ہو جاتے ہیں۔ بالعموم یہ صورتحال کفر ونفاق کے باب میں ہوتی ہے، چنانچہ قرآن حکیم میں **ختم اللہ علیٰ قلوبھم** اور **فھم لا یرجعون** میں اسی طرف اشارہ ہے۔

تصوف کی ضرورت: جس طرح تھوڑی سی سوجھ بوجھ والا شخص بھی میڈیکل کالجوں کی افادیت سے انکار نہیں کر سکتا، یونہی تصوف یعنی طب روحانی سے انکار کرنا بھی عقل سے جنگ کے مترادف ہے۔ صرف جسمانی صحت کا حصول انہی کا مقصد حیات بن سکتا ہے جو نور ایمان، رضائے خداوندی اور ابدی کامیابی کو کوئی اہمیت نہیں دیتے ورنہ اگر صدق نیت سے سوچیں تو جسمانی امراض سے بھی روحانی امراض کا علاج زیادہ ضروری ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ انسان کی اصل قدر وقیمت اس کی اندرونی صحت سے وابستہ ہے بلکہ انسانیت اسی صحت 'حال' کا نام ہے۔

تصوف اور انسانیت: دراصل انسانیت، مقصد تخلیق کے حصول کا نام ہے اور یہ تصوف کے بغیر قطعاً ناممکن ہے۔ وجہ یہ ہے کہ اس پاکیزہ مقصد کے حصول میں سب سے بڑی رکاوٹ اس کی اپنی نفسانیت ہے اور تصوف اسی رکاوٹ کو دور کرنے کے علم وعمل کا نام ہے۔ یاد رہے جب تک

ظلمتِ نفس چھائی رہے گی، ایمان کامل نصیب ہوگا نہ اخلاصِ عمل۔ گویا تصوف ہی ان دولازوال دولتوں کے حصول کا ذریعہ ہے۔ قیوم ثانی، عروۃ الوثقیٰ حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی قدس سرہ فرماتے ہیں:۔

''اس دنیائے فانی میں انسان کا بڑا مقصد حق تعالیٰ کی معرفت حاصل کرنا ہے اور اس (معرفت) کی دو قسمیں ہیں

قسم اول:

☆......جسے بڑے بڑے علماء نے بیان کیا ہے۔

☆......نظر واستدلال سے وابستہ ہے۔

☆ ... دائرہ علم میں داخل ہے جو تصور وعقل کی جنس سے ہے۔

☆......عارف کا وجود اس سے فنا نہیں ہوتا۔

☆......علم حصول کی قسم سے ہے۔

قسم دوم:

☆..... جس کے ساتھ صوفیاء کرام ممتاز ہیں۔

☆......کشف وشہود سے متعلق ہیں۔

☆......دائرہ حال میں داخل ہے اور تحقیق کی جنس سے ہے۔

☆......سالک کی اپنی ہستی فنا ہو جاتی ہے۔

☆......علم حضوری کی جنس سے ہے۔

نیز قسم اول سے نفس اپنی سرکشی بلکہ کفر پہ قائم رہتا ہے۔ اس لئے ایمان ہے تو محض مجازی اور عمل ہے تو محض صورتاً، حدیث قدسی میں ہے 'تو اپنے نفس سے عداوت کر کیونکہ وہ مجھ سے عداوت کرنے پر قائم ہے' اس لئے ایمان زوال وخلل سے محفوظ نہیں، قسم دوم میں سالک کی ہستی فنا ہو جاتی ہے اس لئے نفس مطیع ہو جاتا ہے اور ایمان وعمل صالح حقیقی ہو جاتے ہیں۔

حدیث پاک **اللھم انی اسئلک ایمانا لیس بعدہ کفر** اور آیہ کریمہ **یا ایھا الذین امنوا امنوا باللہ و رسولہ** میں اسی ایمان (حقیقی) کی طرف اشارہ ہے۔ حضرت امام احمد بن حنبل اسی معرفت کے حصول کی خاطر حضرت بشر حافی کی رکاب میں چلتے تھے اور سیدنا امام اعظم استنباط واجتہاد اور درس وتدریس چھوڑ کر اسی ایمان کی تکمیل کیلئے عمر کے آخری دو سال گوشہ نشیں رہے۔ (علیہم الرحمہ)

یاد رہے اعمال کی قبولیت درجہ' ایمان اور ان کی نورانیت درجہ اخلاص پر موقوف ہے۔ نیز جس کا قدم فنا میں زیادہ محکم ہوگا، اتنا ہی اس کا ایمان کامل ہوگا، اسی لئے سیدنا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایمان باقی امت کے ایمان پر راجح نکلا جیسا کہ حدیث پاک میں ہے 'اگر ابوبکر کا ایمان میری امت کے ایمان کے ساتھ وزن کیا جائے تو ابوبکر کے ایمان کا پلڑا بھاری ہوگا' کیونکہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فنا میں فرد کامل تھے، چنانچہ دوسری حدیث میں ہے 'جو شخص مردہ کو روئے زمین پر چلتا ہوا دیکھنا چاہے، وہ ابوقحافہ کے بیٹے کو دیکھ لے'۔ اگر چہ یہ فنا سب صحابہ کرام کو حاصل تھی مگر سیدنا صدیق اکبر کو بدرجہ کمال میسر تھی۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنھم وعنہ) آیہ کریمہ **وما خلقت الجن و الانس الا لیعبدون** (ترجمہ: اور میں نے

جنوں اور انسانوں کو پیدا نہیں کیا مگر اپنی عبادت کیلئے) میں جس عبادت یا معرفت کو مقصد تخلیق ٹھہرایا گیا ہے وہ یہی دوسری قسم کی معرفت ہے۔ جس شخص کو یہ حاصل نہیں، اسے اس کی طلب میں سرتوڑ کوشش کرنی چاہئے۔ (مکتوب ۳۱ جلد ۲ ترجمہ وخلاصہ)

تصوف، کتاب وسنت میں:

نزول قرآن حکیم کا مقصد دراصل انسان میں شعور بندگی پیدا کر کے اسے ابدی کامیابی سے ہمکنار کرنا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس میں انہی امور کو زیادہ اہمیت دی گئی ہے، جن کا تعلق احساس بندگی اور مقام انسانیت سے ہے۔ یہ نسخہ کیمیا یوں تو مطلقاً شفا ہے مگر اس کا اصل رخ اندرونی فکر وشعور کی اصلاح اور قلبی بیماریوں کے علاج کی طرف ہے۔ بندے کا اپنے رب کے ساتھ تعلق 'اخلاص' پر مبنی ہونا چاہئے اور یہی اس کے باطنی امراض کا چارہ بھی ہے۔ چنانچہ فرمایا **فاعبدو الله مخلصاً له الدين** (الزمر: سو اللہ کی عبادت کر اخلاص کے ساتھ) اور یہی اخلاص تصوف کا عنوان اول ہے۔

حدیثِ جبریل علیہ السلام میں 'اسلام' 'ایمان' اور 'احسان' کا جو ذکر آیا ہے، اس کی تشریح شیخ محقق محمد عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ یوں فرماتے ہیں:۔

"جان لے دین اور اس کے کمال کی بنیاد فقہ، کلام اور تصوف پر ہے، اس حدیث نے ان تینوں مقاموں کا بیان کر دیا اسلام اشارہ فقہ کی طرف ہے جو مال واحکامِ شرعیہ کا متکفل ہے اور ایمان اشارہ اعتقادات کی طرف ہے جو کہ علم اصول کے مسائل ہیں اور احسان اشارہ اصلِ تصوف کی طرف ہے"

تصوف کا انکار.........کیوں؟ دورِ حاضر 'نعرہ بازی' کا دور ہے یا 'فکر گستاخ' کا۔ ظلمتِ نفس نے عموماً فکر وشعور کو تاریک راہوں پر ڈال دیا ہے اور جو اس کی زد میں جس قدر آ گیا، وہ اتنی ہی بڑی حقیقت کا منکر ہو گیا۔ فکری انتشار زور پر ہے اور جو بھی، جس نام سے بھی اور جس صداقت کا بھی انکار کرنا چاہے، کر دیتا ہے۔ فقہ کا انکار کرنے کے لئے لوگوں نے عمل بالحدیث کا نعرہ لگایا حالانکہ فقہ حدیث ہی کی تشریح وتوضیح ہے۔ سنت رسول اور اطاعت رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) سے روگردانی کرنیوالوں نے 'اہل قرآن' ہونے کا دعویٰ کیا حالانکہ قرآن حکیم کی رو سے مومن وکافر کے درمیان فرق ہی اطاعت رسول (ﷺ) کا ہے اور سرکار دوعالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اطاعت رب دوعالم جل مجدہ کی اطاعت ہے۔ جنت و دوزخ، حور وملک، جن وشیطان، عرش وفلک اور حشر ونشر جیسی قرآنی تصریحات سے سرتابی کو 'فہم قرآن' جیسا خوبصورت نام دیا گیا 'انکار' کی اس گرم بازاری میں اگر کوئی تصوف یعنی اسی روحانی طب، قرآنی 'اخلاص' اور حدیثی 'احسان' کو غیر ضروری یا بدعت سمجھ لے تو کون زبان روک سکتا ہے۔

چند سالوں کی بات ہے ایک جدید تعلیمیافتہ نوجوان کسی تجدد پسند لیڈر کی تحریر سے متاثر ہو کر میرے ہاں سیالکوٹ آیا اور دوران گفتگو کہنے لگا' انہوں نے سچ ہی تو فرمایا ہے 'تصوف ایک افیون کی طرح ہے' میں نے پوچھا' کیا دین ومذہب کے منکر دین ومذہب کو افیون کا نشہ قرار نہیں دیتے؟ اور اگر واقعی ایسا ہے تو یہ سوچئے آپ کے مفسرِ قرآن کا انداز فکر اور طرز گفتگو کن کا 'فیض' ہے۔ اسے افیون قرار دینا کن کی سنت ہے۔ 'تصوف' دین کا مقصود سمجھنے، اس پر عمل کرنے بلکہ اس میں گم ہونے کا نام ہے۔ یہ تو خدا اور رسول (جل جلالہ فصلی اللہ علیہ وسلم) کی محبت کا نشہ ہے جو دنیا ومافیہا سے بے نیاز کر دیتا ہے۔ اس کا کسی بہانے انکار کرو، وجہ وہی ہو گی ظلمت نفس وفکر گستاخ۔

منکرین تصوف یہ اعتراض بھی کرتے ہیں کہ اس میں یونانی وہندی (دیومالائی) فلسفے کے اثرات شامل ہیں اور وحدۃ الوجود کا نظریہ ایسے

ہی مشرکانہ افکار کی پیداوار ہے۔ حقیقت میں یہ اعتراض بھی لاعلمی یا تعصب کی بنا پر ہے اور لفظ تصوف خود اس پر شاہد عادل ہے۔ جو بعض کے نزدیک اصحاب صفہ کی نسبت سے ہے تو بعض اسے صفا (یعنی صوفیائے قلب (حال) اور بعض 'صوف' سے مشتق قرار دیتے ہیں (اس لئے کہ پہلے دور میں صوفیاء ریاضت و مجاہدہ کی غرض سے صوف کا لباس پہنتے تھے) تابعین اور تبع تابعین کے دور میں یہ لفظ عام مستعمل تھا اور اہل سنت اپنے زاہدوں کو صوفی کہتے تھے۔

حضرت امام احمد بن حنبل حضرت ابوحمزہ بغدادی کو'یا صوفی' کہہ کر مخاطب فرماتے تھے (رضی اللہ عنہما) برصغیر میں اسلام کے انوار لانے اور پھیلانے والے اکابر، 'صوفیا' ہی کہلاتے ہیں۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے یہ صوفیائے کرام مثلاً داتا گنج بخش، خواجہ غریب نواز، حضرت میراں حسین زنجانی، حضرت پیر مکی، حضرت بابا فرید الدین گنج شکر، حضرت نظام الدین محبوب الٰہی، حضرت خواجہ علاؤالدین علی احمد صابر، حضرت بہاؤالحق زکریا، حضرت خواجہ رکن عالم، حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی، حضرت خواجہ گیسودراز، حضرت شاہ ابو المعالی اور سیدنا و مولانا مجدد الف ثانی علیہم الرحمۃ و الرضوان، کتاب و سنت سے بیزار تھے اور معاذ اللہ یہاں کسی غیر اسلامی فلسفے کی تبلیغ و اشاعت کرتے رہے ہیں۔ نہیں، بلکہ ان سب کی زندگی، رضائے خدائے کریم اور اتباع حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ و السلام کیلئے وقف تھی اور یہ انکے تصوف (یعنی صدق حال) کی برکت تھی کہ بتکدہ ہند میں رسم خلیل تازہ ہوئی اور کفر و شرک کا یہ گہوارہ ایمان و توحید کی جلوہ گاہ بن گیا۔ مختصر یہ کہ ہمارے ہاں تو اسلام لانے والے ہی تصوف لاتے ہیں، پھر اسے ہندو یونان کی پیداوار کہنا اپنے اسلاف کی کردار کشی نہیں تو کیا ہے۔

رہ گیا وحدۃ الوجود کا مسئلہ تو وہ بھی اپنی حقیقی تشریحات کیساتھ قطعاً غیر اسلامی نہیں۔ اس کے خلاف موثر ترین آواز قطب المجد دین حضرت مجدد الف ثانی علیہا الرحمہ نے اٹھائی۔ مگر انہوں نے کبھی یہ الزام نہیں دھرا کہ اس کے علمبردار معاذ اللہ غیر مسلم یا ان سے متاثر تھے۔ وہ تو اسے مشاہدے کی ایک منزل قرار دیتے ہیں۔ اور اپنے 'وحدت الشہوذ' کو اس سے اگلی منزل گردانتے ہیں۔ انہوں نے حضرت اکبر محی الدین ابن عربی علیہ الرحمہ کو جو اسے باضابطہ پیش کرنے والے تھے، ہمیشہ اولیائے کبار میں شمار کیا۔ خود حضرت مجدد، خواجہ باقی باللہ کے حلقہ ارادت میں آنے سے پہلے علم و فضل کا آفتاب عالم ہونے کے باوجود، اپنے والد ماجد کی طرح 'وجودی' تھے۔ (رضی اللہ عنھم)۔ 'شہودی' ہونے کے بعد بھی، ان علماء پر جو اولیائے وجودی پر آپ کے سامنے معترض ہوتے تھے، آپ بعض دفعہ وحدت الوجود کی کیفیت طاری کر کے انہیں متحیر و خاموش کر دیتے تھے۔ ابن تیمیہ کا، جو خداوند کریم کو مجسم مانتا تھا، اگر شیخ اکبر کا گستاخ اور وحدۃ الوجود کا منکر ہے، کوئی اعتبار نہیں۔

ہاں، اگر بعض جاہل صوفیوں نے کتاب و سنت اور اجماع امت کے خلاف کوئی بات کہی ہے تو یقین جانئے وہ جاہل تو ضرور ہوں گے، صوفی ہرگز نہیں اور ان کی خرافات سے اصل تصوف مورد الزام نہیں ٹھہرتا۔ کیا ابوالکلام آزاد نے (جو رسالت محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لانا نجات اخروی کے لئے ضروری نہیں سمجھتا تھا) تفسیر لکھ کر قرآن پر ظلم نہیں کیا؟ تو کیا اس کی وجہ سے علم تفسیر ہی کو مطعون کرنا جائز ہوگا۔ اسی طرح کسی موضوع حدیث کو سنکر ہر حدیث اور علم حدیث کا انکار روا ہوگا؟ ہرگز نہیں تو تصوف کے بارے میں ہم کسی غلط روایت کا سہارا لے کر اس سے کیوں پھریں۔

تصوف صوفیائے سابقین کی نظر میں: تصوف کا اولین تصور نکھارنے کے لئے صوفیائے کرام کے ارشادات پیش کئے جاتے ہیں۔

☆ ..... سیدنا داتا گنج بخش علیہ الرحمہ نے کسی بزرگ کے درج ذیل شعر کے حوالے سے 'تصوف' اور 'صوفی' کا مفہوم پیش کیا ہے۔

ان الصفا صفۃ الصدیق
ان اردت صوفیا علی التحقیق

یعنی اگر تجھے کسی صوفی کی تلاش ہے تو شانِ صفا سے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ متصف تھے (جن کے دل کو ماسوا سے تعلق تھا، نہ دنیا سے محبت)

☆ ..... حضرت ابوالحسن نوری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں

التصوف ترک کل حظ نفس یعنی ہر حظِ نفس کو چھوڑنا تصوف ہے۔

☆ ..... حضرت حصری علیہ الرحمہ کا ارشاد ہے۔

تصوف ہے اپنے ضمیر کو مخالفت حق کی کدورت سے پاک رکھنا۔ (التصوف صفاء السر من کدورۃ المخالفۃ)

☆ ..... امام الائمہ سیدنا حضرت امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فیصلہ یہ ہے

التصوف خلق حسن فمن زاد علیک فی خلق زاد علیک فی التصوف

یعنی تصوف نیک خصلت ہے جو تجھ سے اخلاق میں اچھا ہے، وہ تجھ سے تصوف میں آگے ہے۔

☆ ..... غوث الاغیاث، فرد الافراد حضور سیدنا غوثِ الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کا فرمان عالی سنئے

تصوف کی بنیاد آٹھ چیزوں پر قائم ہے۔ (۱) سخائے ابراہیم علیہ السلام (۲) رضائے اسحاق علیہ السلام (۳) صبر ایوب علیہ السلام (۴) مناجات زکریا علیہ السلام (۵) مسافرت یحییٰ علیہ السلام (۶) سوف پوشی کلیم اللہ علیہ السلام (۷) سیاحت مسیح علیہ السلام (۸) فقر محمدی (علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام)

طبِ تصوف کا خلاصہ: نسخہ: قربِ خداوندی کے حصول کی خاطر نو چیزیں اختیار کیجئے

خواہی کہ شوی بحصول قرب عظیم
نہ چیز بنفس خود فرما تعلیم
صبر و شکر و قناعت و علم و یقین
تفویض و توکل و رضا و تسلیم

پرہیز: دل کی صفائی کے لئے دس چیزوں سے پرہیز کیجئے

خواہی کہ شود دل چوں آئینہ
دہ چیز بروں کن از دروں سینہ
حرص و امل و غضب و دروغ و غیبت
بخل و حسد و ریا و کبر و کینہ

مقام ولایت

﴿بانی ادارہ جناب حافظ ابوابراہیم آسوی﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلَا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَاهُمْ یَحْزَنُوْنَ ☆ اَلَّذِیْنَ آمَنُوا وَ كَانُوْ یَتَّقُوْنَ

سن لو اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم وہ جو ایمان لائے اور پرہیزگاری کرتے ہیں

(سورہ یونس:۶۲-۶۳ پارہ-۱۱ رکوع-۱۲)

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے بعض بندے وہ ہیں جو نہ نبی ہیں نہ شہداء لیکن قیامت کے دن اُن کے قرب الٰہی کی وجہ سے انبیاء اور شہداء بھی اُن پر رشک کرینگے صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ وہ کون لوگ ہیں وہ ایسے لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے لیے آپس میں ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں نہ اُن میں کوئی رشتہ داری ہے نہ مالی منفعت اللہ کی قسم ان کے چہرے پرنور ہونگے اور وہ نور پر ہونگے (یعنی نور کے منبروں) اور جب لوگ خائف ہونگے انہیں کوئی خوف نہ ہوگا اور جب لوگ غمگین ہونگے انہیں کوئی غم نہ ہوگا اور یہ آیت تلاوت فرمائی ﴿سُن لو اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم﴾ ((سورہ یونس (۶۲))(ابوداود کتاب البیوع حدیث:۳۵۲۷-مشکاۃ کتاب الآداب حدیث:۵۰۱۲-مراۃ شرح مشکاۃ ج۶/۵۹۲)(نصیحۃ المسلمین محمد بن عبدالوہاب نجدی ص(۵۰)))

علامات اولیاء اللہ: حضور نبی کریم ﷺ نے ان علامات اور خصوصیات کا ذکر بھی فرمایا جن سے ان مخزن خیرات و برکات ہستیوں کو پہچانا جاسکتا ہے چنانچہ علامہ موصوف نے چند احادیث ذکر کی ہیں جو ہدیہ ناظرین ہیں:-

حضور نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا (مَنْ اَوْلِیَاءَ اللّٰهِ) اولیاء اللہ کون ہیں فرمایا وہ لوگ جن کے دیدار سے خدا یاد آ جائے۔

حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: کیا میں تمہیں بہترین مسلمان کی خبر نہ دوں صحابہ نے عرض کی: ہاں یارسول اللہ ﷺ فرمایا: تم میں بہترین وہ ہیں جنہیں دیکھ کے خدا یاد آ جائے۔ (ابن ماجہ کتاب الزھد حدیث:۴۱۱۹-مشکاۃ کتاب الاداب حدیث:۵۰۲۳ -مراۃ شرح مشکاۃ ج۶/۶۰۲)

کیونکہ ان کا دل وہ آئینہ ہے جس میں تجلیات الٰہی کا عکس پڑ رہا ہے اور جب کوئی چیز ایسے آئینہ کے مقابلہ میں رکھی جاتی ہے جس پر سورج کی کرنیں پڑ رہی ہوں تو وہ چیز بھی روشن ہو جاتی ہے بلکہ اگر آئینہ کا عکس روئی پر ڈالا جائے تو وہ جلنے لگتی ہے- حالانکہ سورج کی شعائیں اگر بلا واسطہ پڑیں تو وہ نہیں جلتی-اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ سورج سے دُور ہے اور آئینہ کے قریب ہے۔

ولی کی زیارت کے لیے جانے والا خدا کا محبوب بن جاتا ہے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک شخص نے اپنے بھائی سے دوسری بستی میں ملاقات کی اللہ

تعالیٰ نے اُس کے راستہ میں ایک فرشتہ کو مقرر کر دیا۔ وہ بولا تو کہاں جا رہا ہے اُس نے کہا کہ اس بستی میں اپنے ایک بھائی کا ارادہ کرتا ہوں وہ بولا تیرا اُس پر کوئی احسان ہے جسے تو حاصل کرنا چاہتا ہے بولا نہیں اس کے سوا اور کوئی بات نہیں کہ مجھے اُس سے صرف اللہ کے لیے محبت ہے تب اُس فرشتہ نے کہا کہ میں تیری طرف اللہ کا قاصد ہوں کہ اللہ تجھ سے محبت کرتا ہے جیسے تو نے اُس سے محبت کی۔((مسلم کتاب البر والصلہ حدیث:۲۵۶۷- مشکاۃ کتاب الآداب حدیث:۵۰۷-))

مفتی احمد یار خاں صاحب نے فرمایا: اُس آدمی نے فرشتہ سے کہا اُس سے میری محبت محض اس لیے ہے کہ وہ اللہ کا نیک بندہ ہے اور نیک بندوں کی محبت سے اللہ راضی ہوتا ہے بخشے ہوؤں سے ملاقات کر دتا کہ تم بھی بخشے جاؤ

اُٹھ فریدا ستیا توں خلقت دیکھن جا مت بخشیا مل جاوے توں بھی بخشیا جا

(اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ) (سورۃ الاعراف(۵۶)

ترجمہ: اللہ کی رحمت نیک لوگوں کے قریب ہے۔

اُس فرشتہ نے کہا تیرا یہ عمل بارگاہ الٰہی میں قبول ہو گیا اور تیرا مقصد پورا ہو گیا یعنی تو اللہ کے ولی کی زیارت کے ارادہ سے اللہ کا محبوب بن گیا ہے۔(مراۃ شرح مشکاۃ ج۶/۵۸۷-۵۸۸)

جو لوگ کہتے ہیں کہ بزرگوں کی طرف سفر کر کے جانا ناجائز ہے صرف تین مسجدوں کی طرف سفر کر سکتے ہیں وہ لوگ اس حدیث میں غور کریں کہ ولی کی طرف سفر کرنا نہ صرف جائز بلکہ اللہ کی رضا کا سبب ہے۔ ہر کہ خواہد ہم نشینی با خدا اُو نشید در حضور اولیاء (مولنا روم)

اولیاء کے در پہ ہم آئے تو منکر نے کہا
در خدا کا چھوڑ کر کیوں شرک میں ہو مبتلا
خود پڑا بیمار تو در چھوڑ کر اللہ کا
ڈاکٹر کے در پہ آپہنچا دوا کے واسطے

اولیاء اللہ کی طرف سفر کرنے سو آدمیوں کا قاتل بخشا گیا: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم سے پہلی امتوں میں سے ایک شخص نے ننانوے قتل کیے پھر اس نے زمین والوں سے پوچھا کہ سب سے بڑا عالم کون ہے؟ اسے ایک بڑے راہب (عیسائیوں میں تارک الدنیا عبادت گذار) کا پتا بتایا گیا وہ شخص اس راہب کے پاس گیا۔ اور یہ کہا کہ اس نے ننانوے قتل کیے ہیں کیا اس کی توبہ ہو سکتی ہے؟ اس نے کہا نہیں اس شخص نے اس راہب کو بھی قتل کر کے سو کی گنتی پوری کر دی پھر اس نے زمین والوں سے پوچھا کہ سب سے بڑا عالم کون ہے؟ تو اس کو ایک عالم کا پتا دیا گیا اس شخص نے کہا کہ اس نے سو قتل کیے ہیں کیا اس کی توبہ ہو سکتی ہے؟ عالم نے کہا: ہاں! توبہ کی قبولیت میں کیا چیز حائل ہو سکتی ہے! فلاں فلاں جگہ جاؤ وہاں کچھ لوگ اللہ تعالیٰ کی عبادت کر رہے ہیں تم ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اپنی زمین کی طرف واپس نہ جاؤ کیونکہ وہ بُری جگہ ہے وہ شخص روانہ ہوا جب وہ آدھے راستہ پر پہنچا تو اس کو موت نے آلیا، اور اس کے متعلق رحمت اور عذاب کے فرشتوں میں اختلاف ہو گیا۔ رحمت کے فرشتوں نے کہا یہ شخص توبہ کرتا ہوا اور دل سے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتا ہوا آیا تھا اور عذاب کے فرشتوں نے کہا اس نے بالکل کوئی نیک عمل نہیں کیا، پھر اُن کے پاس آدمی کی صورت میں ایک فرشتہ آیا، انھوں نے اس کو اپنے درمیان حَکم بنایا، اس نے کہا دونوں زمینوں کی پیمائش کرو وہ جس زمین کے زیادہ قریب ہو اسی کے مطابق اس کا حکم ہو گا، جب انہوں نے پیمائش کی تو وہ اس زمین کے زیادہ قریب تھا جہاں اس نے جانے کا ارادہ کیا تھا پھر رحمت کے فرشتوں نے اسکی روح قبض کر لی۔ (بخاری(۳۴۷۰) مسلم(۲۷۶۶) اور بخاری کی ایک روایت ہے

پس جس بستی کی طرف وہ جا رہا تھا اللہ تعالیٰ نے اسے نزدیک ہونے کا حکم دیا اور جس بستی سے وہ آیا تھا اسے دور ہونے کا حکم دیا پھر فرشتوں کو حکم دیا کہ اس کی جائے وفات سے دونوں بستیوں کا فاصلہ ماپ لو تو اس بستی سے ایک بالشت نزدیک نکلا چنانچہ اس کی مغفرت کر دی گئی۔

اولیاء کرام کی وجاہت: اس حدیث سے اولیاء کرام کی اللہ کے ہاں وجاہت اور قدر و منزلت معلوم ہوئی، کہ اگر کوئی گنہگار ان کے پاس جا کر توبہ کرنے کا صرف ارادہ کرے، ابھی وہاں گیا نہ ہو اور توبہ نہ کی ہو تب بھی بخش دیا جاتا ہے تو جو لوگ ان کے پاس جا کر ان کے ہاتھ پر بیعت ہوں توبہ کریں اور ان کے وظائف پر عمل کریں، ان کے مرتبہ اور مقام کا کیا عالم ہوگا، اور یہ تو پہلی امتوں کے اولیاء کرام کی وجاہت ہے تو امت محمدیہ کے اولیاء کرام خصوصاً غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی اللہ کے ہاں قدر و منزلت اور وجاہت کا کیا عالم ہوگا اور جو مسلمان ان کے سلسلہ سے وابستہ ہیں ان کے لیے حصول مغفرت اور وسعت رحمت کی کتنی قوی اُمید ہوگی!

لیلۃ القدر کا بڑا مرتبہ ہے ایک رات مین عبادت کر لی جائے تو اس رات کی عبادت کا درجہ ایک ہزار راتوں کی عبادت سے زیادہ ہے، لیکن اگر کوئی اس رات کو پا کر عبادت نہ کرے تو اسے کوئی اجر نہیں ملے گا لیکن اولیاء اللہ کی کیا شان ہے کہ کوئی ان کے پاس جا کر عبادت اور توبہ نہیں کرتا صرف جانے کی نیت کر لیتا ہے تو بخش دیا جاتا ہے یہی حال کعبہ کا، کوئی شخص کعبہ کی زیارت اور اس میں عبادت کرے گا تو اجر و ثواب ملے گا، اگر کعبہ تک نہیں پہنچا، تو اجر و ثواب نہیں ملے گا، پھر لیلۃ القدر اور کعبہ میں عبادت سے اجر و ثواب میں اضافہ ہوتا ہے بخشش کی ضمانت نہیں ہے، لیکن جو شخص اللہ والوں کے پااس جا کر توبہ کرنے کی نیت کرلے بخش دیا جاتا ہے۔ (شرح مسلم از علامہ غلام رسول سعیدی ج ۷ ص (۵۳۰)

جنھوں پاکاں دی نسبت مل جاوے اوہ جنتی اے
بھاویں کتا ہووے بیٹھا کوئی غار دے بوہے تے

از ہزاراں کعبہ یک دل بہتر است
کعبہ تعمیر خلیل اطہر است
دل گذرگاہ جلیل اکبر است

جب اللہ کے ولی کی یہ شان ہے تو پھر اللہ کے نبی کی کیا شان ہوگی اور پھر امام الانبیاء حبیب کبریا کی کیا شان ہوگی

بعض لوگ کہتے ہیں کہ اللہ شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے پھر اولیاء کے پاس جانے کی کیا ضرورت ہے؟ مجھے بتاؤ اللہ تعالیٰ اس سو آدمیوں کے قاتل کے قریب تھا یا دُور؟ اللہ تو قریب تھا لیکن وہ آدمی اللہ سے دور تھا تو اس سے کہا گیا تو اُن لوگوں کے پاس چلا جا جو اللہ کے قریب ہیں اور اللہ اُن کے قریب ہے جو رحمت اُن پر برس رہی تو اگر اُن کے پاس چلا جائے ہو سکتا ہے رحمت کا چھینٹا تجھ پر بھی پڑ جائے کیونکہ خدا کی رحمت تو ہر جگہ ہے لیکن یہ اولیاء اللہ اُس کی رحمت حاصل کرنے کے اسٹیشن ہیں ﴿بیشک اللہ کی رحمت نیکوں سے قریب ہے﴾ سورۂ اعراف: ۵۶-پارہ-۸-رکوع

۱۴) اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ تلاش کرو﴾ سورہ المائدہ آیت (۳۵) پارہ-۶-رکوع ۱۰

ہر کہ خواہد ہم نشینی با خدا
او نشیند در حضور اولیاء

معلوم ہوا کہ اولیاء کے پاس جانا خدا کے پاس جانا ہے کیونکہ اُسی کے حکم سے جا رہا ہے

اللہ اللہ کیے جانے سے نہ اللہ ملے
اللہ والے ہیں جو اللہ سے ملا دیتے ہیں

بندہ بنتا ہے خدا کا تو گدا بن اُن کا

جو فقیروں کو شہنشاہ بنادیتے ہیں

اولیاء اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہونے سے خدا تعالیٰ مل جاتا ہے: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا: اے ابن آدم میں بیمار ہوا تو نے میری عیادت نہیں کی۔ وہ عرض کرے گا۔ اے میرے رب میں تیری عیادت کیسے کرتا حالانکہ تو تمام جہانوں کا رب ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تجھے معلوم نہیں کہ میرا فلاں بندہ بیمار تھا اگر تو اس کی عیادت کرتا تو مجھے اس کے پاس پاتا۔ اے ابن آدم میں نے تجھ سے کھانا مانگا تو نے مجھے کھانا نہیں کھلایا وہ عرض کرے گا۔ اے میرے رب میں تجھے کھانا کیسے کھلاتا حالانکہ تو تمام جہانوں کا رب ہے اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ کیا تجھے معلوم نہیں کہ میرے فلاں بندے نے تجھ سے کھانا مانگا تھا اگر تو اس کو کھانا کھلا دیتا تو تُو اس کو میرے پاس پاتا۔ اے ابن آدم میں نے تجھ سے پانی مانگا تو نے مجھے پانی نہ پلایا وہ عرض کرے گا۔ مولا میں تجھے کیسے پانی پلاتا تو تو تمام جہانوں کا رب ہے اللہ تعالیٰ فرمائے گا تجھ سے میرے فلاں بندے نے پانی مانگا تو نے اُسے نہ پلایا اگر تو اُسے پلاتا تو آج اس کا اجر تو میرے پاس پاتا۔ (مسلم کتاب البر والصلہ حدیث: ۶۵۶۹) مشکاۃ کتاب الجنائز حدیث (۱۵۲۸)

اس سے معلوم ہوا فقراء و مساکین اللہ کی رحمت ہیں ان کے پاس جانے سے ان کی خدمتیں کرنے سے رب مل جاتا ہے تو اولیاء کرام کا کیا پوچھنا اُن کی صحبت رب ملنے کا ذریعہ ہے (إِنَّ رَحْمَتَ اللَّهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ) (سورۃ الاعراف (۵۶)

ہر کہ خواہد ہم نشینی با خدا اُو نشیند در حضور اولیاء (مولانا روم)

علامہ اقبال فرماتے ہیں

تمنا دردِ دل کی ہو تو کر خدمت فقیروں کی
نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں
نہ تخت و تاج میں نہ لشکر و سپاہ میں ہے
جو بات مردِ قلندر کی بارگاہ میں ہے

اس میں اشارۃً فرمایا گیا کہ بندہ مومن بیماری کی حالت میں رب تعالیٰ سے اتنا قریب ہوتا ہے کہ اس کے پاس آنا گویا رب کے پاس ہی آنا ہے اُن کی بیمار پرسی یا خدمت رب کی اطاعت ہے بشرطیکہ صابر و شاکر ہو اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بندہ کی امداد اللہ ہی کی امداد ہے کیونکہ اللہ کے اذن سے ہے اور اللہ تعالیٰ نے خود ہی اُن کے کاموں کو اپنی طرف منسوب فرمادیا ہے اس سے وہ لوگ عبرت حاصل کریں جو اولیاء اللہ کو من دون اللہ کہتے ہیں حالانکہ من دون اللہ ناپاک ہیں من دون اللہ بُت ہیں اللہ نے اُن کی مذمت اور برائی بیان کی ہے کہ من دون اللہ باطل ہیں تو کیا اولیاء اللہ اور انبیاء علیہم السلام باطل ہو سکتے ہیں معلوم ہوا کہ "من دون اللہ" اور ہیں اولیاء اللہ اور ہیں "من دون اللہ" غیر اللہ ہیں اور اولیاء اللہ حبیب اللہ ہیں علامہ اقبال فرماتے ہیں

سمجھ میں نقطۂ توحید آ تو سکتا ہے
تیرے دماغ میں بُت خانہ ہو تو کیا کہیے

"من دون اللہ" یعنی بتوں سے عداوت عبادت ہے اور انبیاء و اولیاء اللہ سے عداوت و دشمنی اللہ تعالیٰ سے اعلان جنگ ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو میرے کسی ولی سے دشمنی رکھے میں اُس کے خلاف اعلانِ

جنگ کرتا ہوں (بخاری کتاب الرقاق حدیث-۶۵۰۲)

عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے
یہ گھٹائیں اُسے منظور بڑھانا تیرا
وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ کا ہے سایہ تجھ پر
بول بالا ہے تیرا ذکر ہے اُونچا تیرا
مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعداء تیرے
نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

اولیاء کرام کی بارگاہ میں حاضری دینے سے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اور دلی مرادیں حاصل ہوتی ہیں: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تبارک وتعالی کے کچھ گشت کرنے والے فرشتے ہیں جو ذکر کی مجالس کو ڈھونڈتے پھرتے ہیں جب وہ ذکر کی کوئی مجلس دیکھتے ہیں تو ان (ذاکرین) کے ساتھ بیٹھ جاتے ہیں اور اپنے پروں سے بعض فرشتے بعض دوسرے فرشتوں کو (اوپر تلے) ڈھانپ لیتے ہیں، حتی کہ زمین سے لیکر آسمان دنیا تک جگہ بھر جاتی ہے جب مجلسِ ذکر برخاست ہوتی ہے تو یہ فرشتے آسمان کی طرف چڑھ جاتے ہیں پھر اللہ عزوجل ان سے سوال کرتا ہے حالانکہ اس کو اُن سے زیادہ علم ہوتا ہے تم کہاں سے آئے ہو؟ وہ کہتے ہیں کہ ہم زمین پر تیرے بندوں کے پاس سے آئے ہیں جو سبحان اللہ، اللہ کبر، لا الہ الا اللہ اور الحمد للہ کہہ رہے تھے اور تجھ سے سوال کرر ہے تھے۔ اللہ تعالی فرماتا ہے :وہ مجھ سے کیا سوال کرر ہے تھے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں وہ تجھ سے تیری جنت کا سوال کرر ہے تھے اللہ تعالی فرماتا ہے: کیا انہوں نے میری جنت کو دیکھا ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں نہیں اے میرے رب! اللہ تعالی فرماتا ہے اگر وہ میری جنت کو دیکھ لیتے تو؟ فرشتے عرض کرتے ہیں اور وہ تجھ سے پناہ طلب کرتے تھے اللہ تعالی فرماتا ہے وہ کس چیز سے میری پناہ مانگتے ہیں؟ فرشتے عرض کرتے ہیں اے رب تیری دوزخ سے پناہ مانگتے تھے۔ اللہ تعالی فرماتا ہے: کیا انہوں نے میری دوزخ کو دیکھا ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں نہیں اللہ تعالی فرماتا ہے اگر وہ میری دوزخ کو دیکھ لیتے تو پھر کس قدر پناہ مانگتے! فرشتے عرض کرتے ہیں اور وہ تجھ سے استغفار کرتے تھے اللہ تعالی فرماتا ہے میں نے اُن کو بخش دیا اور جو کچھ انہوں نے مانگا میں نے اُن کو عطا کر دیا اور جس چیز سے انہوں نے پناہ مانگی اُس سے میں نے انہیں پناہ دے دی فرشتے عرض کرتے ہیں اے میرے رب اُن میں فلاں بندہ خطا کار تھا وہ اُس مجلس کے پاس سے گزرا اور اُن کے ساتھ بیٹھ گیا اللہ تعالی فرماتا ہے: میں نے اُسے بھی بخش دیا یہ وہ لوگ ہیں کہ اُن کے ساتھ بیٹھنے والا بھی محروم نہیں کیا جاتا۔ ((مسلم کتاب الذکر والدعاء حدیث:۲۶۸۹- بخاری کتاب الدعوات حدیث (۶۴۰۸) مشکاۃ کتاب الدعوات حدیث:۲۲۶۷))

اس حدیث میں علماء صالحین اور اولیاء اللہ کی عظیم فضیلت کا بیان ہے کیونکہ کعبہ اور لیلۃ القدر بھی کریم ہیں اور ان کی وجہ سے اجر وثواب بڑھتا ہے لیکن جو کعبہ میں جا کر عبادت کرے یا لیلۃ القدر پا کر عبادت کرے اُس کا اجر وثواب بڑھتا ہے اور جو عبادت نہ کرے اُس کو اجر وثواب نہیں ملتا لیکن اولیاء اللہ کو اللہ تعالی نے ایسا مرتبہ عطا کیا ہے کہ جو ان کی مجلس میں چلا جائے عبادت کرے یا نہ کرے بخشا جاتا ہے نیز کعبہ اور لیلۃ القدر کی وجہ سے اجر وثواب میں اضافہ تو ہوتا ہے لیکن بخشش کی ضمانت نہیں ہے اور جو ذکر کرنے والوں کی مجلس میں آ کر بیٹھ جائے اُسے مغفرت اور بخشش کی نوید سنا دی گئی۔

نہ تخت وتاج میں نہ لشکر وسپاہ میں ہے

جو بات مردِ قلندر کی بارگاہ میں ہے

اب جولوگ اولیاء کرام کی بارگاہ میں حاضری سے روکتے ہیں تو ان کا مقصد کیا ہے مقصد یہی ہے کہ ہم نے تو دوزخ میں جانا ہی ہے تو یہ مسلمان بھی جنت میں نہ جاسکیں جیسے شیطان ہر نیک بات سے روکتا ہے ایسی ہی منافق بھی ہر نیک بات سے روکتے ہیں جیسا کہ قرآن پاک میں منافقوں کی نشانی بیان کی گئی ہے کہ ﴿وہ برائی کا حکم دیتے ہیں اور نیکی سے روکتے ہیں﴾ (سورۃ التوبہ آیت ۶۷) دوسری بات ہے کہ یہ نبی کا مقابلہ کر رہے ہیں حضورﷺ فرمارہے ہیں کہ ان کے پاس جانے سے دلی مرادیں پوری ہوتی ہیں اور گناہ معاف ہوتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ ان کے پاس جانے سے کچھ نہیں ملتا۔ اس بڑا گستاخ کون ہوگا جو نبی کا مقابلہ کرے کیونکہ نبی سے عداوت اللہ سے عداوت ہے۔

عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے
یہ گھٹائیں اُسے منظور بڑھانا تیرا
مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعداء تیرے
نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

اور جواولیاء کرام کے پاس جارہا ہے وہ خود جارہا ہے یا وہ بھیج رہا ہے جو شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے اگر وہ خود جارہا ہے تو اُس کا جانا بیکار ہے اور اگر اللہ وہ اللہ کے حکم سے جارہا ہے تو اُس کو روکنے والا ضرور شیطان ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہوجاؤ﴾ (سورالتوبہ آیت (۱۱۹) پارہ-۱۱- رکوع-۴)

اولیاءاللہ کا نام لینے سے کافروں کو دولتِ ایمان نصیب ہو جاتی ہے
اور وہ دوسروں کے لئے دافع البلا بن جاتے ہیں

پیر طریقت رہبر شریعت حضور مفکر اسلام رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ۱۹۲۷ء کا وقعہ ہے میں نے اس کو پڑھا ارشادات صوفیاء میں اور لکھنے والے ہیں مفسر قرآن مولانا نبی بخش حلوائی رحمۃ اللہ علیہ جو میرے پیرومرشد کے استاد بھی تھے۔ ورحضور شہنشاہ لاثانی کے خلیفہ مجاز بھی تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ علاقہ پسرور میں ایک گاؤں میں معزز ہندو خاندان تھے۔ ہندوؤں کا ایک خاندان تھا۔ ان کی جوان بیٹی کو کوئی حاجت پیش آئی لیکن وہ کسی کو بتا نہیں سکتی تھی گھر والوں کو بھی نہیں، کسی اور کو بھی نہیں۔ مسجد کے مولوی صاحب کے پاس آئی کہنے لگی حضرت میں کچھ مجبور ہوں۔ مہربانی فرمایئے اور مجھے میری پریشانی کا حل بتایئے مولانا فرمانے لگے رات کو جب تو اپنے بستر کی طرف جاتی ہے تو منہ دھولیا کر اور بغداد شریف کی طرف منہ کر کے چند دفعہ کہا کرو "یاغوث اعظم المدد"، اس نے مولوی صاحب کی ہدایت پر عمل کیا چند دن یہ وظیفہ کیا، اللہ مہربانی فرمائی کام بن گیا۔ لن اس وظیفے کے ساتھ اس کو ایسا سکون ملتا تھا کہ کام ہونے کے بعد بھی اس نے یہ وظیفہ نہیں چھوڑا۔ ایک دفعہ رات کو ایک نہایت نورانی بزرگ تشریف لائے فرمانے لگے تو مسلمان ہوجا۔ کہنے لگی آپ کون ہیں؟ فرمایا جس کو تو ہر روز یاد کرتی ہے۔ میں وہی ہوں، میں عبدالقادر جیلانی جس لوگ غوث اعظم کہتے ہیں میں وہی ہوں تو جو میرا نام لیتی ہے میں چاہتا ہوں کہ قیامت کے روز بھی میں تیری مدد کروں لیکن اس کے لئے ایمان شرط ہے۔ تیری شفاعت نہیں ہو سکتی جب تک تو ایمان قبول نہ کرے۔

تو اس نے کہا ٹھیک ہوجاؤں گی۔ جب صبح اٹھی تو والدین سامنے ہیں۔ بھائی سامنے ہیں۔ خاندان کا عزووقار سامنے ہیں۔ جراءت نہیں مسلمان ہونے کی۔ دوسرے رات آپ پھر تشریف لے آئے۔ آپ نے فرمایا تو نے وعدہ کیا تھا مسلمان ہونے کا، کیوں نہیں ہوئی کہنے لگی صبح ہو جاؤں گی، اگلے دن وہ پھر مسلمان نہیں ہوئی ڈرگئی۔ والدین سے ماحول سے اور یہ لوگ بڑے متعصب تھے، مار بھی دیتے تھے اپنی اولاد کو، تیسری

رات حضور غوث پاک تشریف لائے تو ہاتھ میں تلوار تھی۔ فرمایا تو مسلمان ہونا نہیں چاہتی میں تجھے ماردوں گا کہنے لگی آج مجھے آخری چانس دے دیں میں صبح ضرور مسلمان ہو جاؤں گی۔ وہ انہی مولوی صاحب کے پاس آئی اور مسلمان ہونے کا ارادہ ظاہر کیا اور کہا اس طریقے سے وہ نام جو آپ نے مجھے بتایا تھا مہربان ہیں۔ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن بھی میں تیری مدد کروں گا تم نے میرا نام جو لیا ہے۔ مولوی صاحب کہنے لگے ٹھیک ہے کلمہ پڑھا دیتا ہوں لیکن فی الحال اپنے آپ کو ظاہر نہ کر و جس دن جمعہ ہوگا یہاں کئی دیہات کے لوگ آئیں گے ان کے سامنے آ کر کہنا کہ میں مسلمان ہونا چاہتی ہوں اور پھر کسی طالب علم کے ساتھ تمہارا نکاح بھی کر دیا جائے گا، چنانچہ اس طریقے وہ مسلمان ہوئی نکاح بھی کر دیا گیا اب اس کے بعد صورت حال یہ تھی کہ جو بیمار اس کے پاس آتا یا کسی بھی مصیبت میں گرفتار ہوتا۔ وہ گلاس پانی کا لیتی اس پر اس طرح کہتی "یا غوثِ اعظم المدد، اللہ مہربانی فرمادیتا۔ اس لئے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

﴿اَلْاَبْدَالُ فِی اُمَّتِی ثَلَاثُوْنَ بِھِمْ تَقُوْمُ الْاَرْضُ وَبِھِمْ تُمْطَرُوْنَ وَبِھِمْ تُنْصَرُوْنَ﴾ ابدال میری امت میں تیس ہیں انہیں سے زمین قائم ہے انہیں کے سبب تم پر مینہ اترتا ہے انہیں کے باعث تمہیں مدد ملتی ہے۔ طبرانی شریف اللہ کے نبی کا وعدہ اللہ کا وعدہ ہے اس لئے یہ حضور کا ہی فرمان نہیں اللہ کا بھی فرمان ہے۔

میں علی پور شریف میں حاضر تھا۔ ہمارے دربار شریف میں اس زمانہ میں ایک باباجی ہوتے تھے، شیر محمد وہ تعویذ لکھا کرتے تھے۔ میں نے یہ واقعہ سنایا تو کہنے لگے ہاں میں اس خاتون کو بھی جانتا ہوں اس کے گاؤں کو بھی جانتا ہوں۔ (ماہنامہ الحقیقہ، بابت مئی ۲۰۰۷ء)

واللہ وہ سن لیں گے فریاد کو پہنچیں گے
اتنا بھی تو ہو کوئی جو آہ کرے دل سے
بندہ مٹ جائے نہ آقا پہ وہ بندہ کیا ہے
بے خبر ہو جو غلاموں سے وہ آقا کیا ہے۔
حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :

مَنِ اسْتَغَاثَ بِیْ فِی کُرْبَةٍ کُشِفَتْ عَنْهُ وَمَنْ نَادَانِی بِاسْمِیْ فِی شِدَّةٍ فُرِجَتْ عَنْهُ وَمَنْ تَوَسَّلَ بِی إِلَی اللهِ فِی حَاجَةٍ قُضِیَتْ. یعنی جو کوئی رنج و غم میں مجھ سے مدد مانگے تو اس کا رنج و غم دور ہوگا اور جو سختی کے وقت میرا نام لے کر مجھے پکارے تو وہ شدت رفع ہوگی اور جو کسی حاجت میں رب کی طرف مجھے وسیلہ بنائے تو اس کی حاجت پوری ہوگی

پھر اسی جگہ فرماتے ہیں دو رکعت نماز پڑھے ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد ۱۱-۱۱ بار سورہ اخلاص پڑھے سلام پھیر کر ۱۱ بار صلاۃ و سلام پڑھے پھر بغداد شریف کی طرف گیارہ قدم چلے میرا نام لے اور اپنی حاجت کا ذکر کرے اللہ کے اذن سے اُس کی حاجت پوری ہوگی۔ پھر یہ شعر پڑھے

اَیُدْرِکُنِی ضَیْمٌ وَاَنْتَ ذَخِیْرَتِی
وَاُظْلَمُ فِی الدُّنْیَا وَاَنْتَ نَصِیْرِیْ
وَعَارٌ عَلَی حَامِی الْحِمَی وَھُوَ مُنْجِدِی
إِذَا ضَاعَ فِی الْبَیْدَاءِ عِقَالُ بَعِیْرِیْ

اس نماز کو امام شمس الدین ذہبی اور امام جزری کے استاذ علامہ علی بن یوسف الشطنوفی نے بہجۃ الاسرار میں اور علامہ محمد بن یحیٰ التاذفی

نے قلائد الجواہر میں اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے زبدۃ الأسرار میں اور شارح مشکاۃ محدث کبیر مولانا علی قاری نے اپنی کتاب ,,نزہۃ الخاطر الفاتر فی سیدی الشریف عبدالقادر،، میں نقل کیا ہے پھر مولانا علی قاری فرماتے ہیں وَقَدْ جُرِّبَ ذٰلِكَ مِرَارًا فَصَحَّ بارہا اس نماز غوثیہ کا تجربہ کیا گیا تو درست نکلا۔

اولیاءِ کرام دفع البلا ہوتے ہیں: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿اِنِّی لَاَھُمُّ بِاَھْلِ الْاَرْضِ عَذَابًا فَاِذَا نَظَرْتُ اِلٰی عُمَّارِ بُیُوْتِی وَالْمُتَحَابِیْنَ فِیَّ وَالْمُسْتَغْفِرِیْنَ بِالْاَسْحَارِ صَرَفْتُ عَذَابِی عَنْھُمْ﴾ میں زمین والوں پر عذاب اتارنا چاہتا ہوں جب میں اپنے گھر آباد کرنے والوں اور میرے لئے محبت کرنے والوں اور پچھلی رات کو استغفار کرنے والوں کو دیکھتا ہوں تو اپنا غضب ان سے پھیر لیتا ہوں۔ (جامع صغیر، والدیلمی، بیہقی الامن والعلی ص ۵۵)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بیشک اللہ عزوجل نیک مسلمانوں کے سبب اس کے ہمسائے میں سو گھر والوں سے بلا دفع کرتا ہے۔ (رواہ الطبرانی)

اولیاءِ کرام کا دافع البلاء حاجت روا مشکل کشا ہونا صحیح حدیث سے ثابت ہے۔ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ﴿كان الغُلَامُ يُبْرِئُ الاَكْمَهَ وَالاَبْرَصَ وَيُدَاوِي النَّاسَ مِنْ سَائِرِ الادواء﴾ وہ لڑکا مادرزاد اندھے اور برص والے اور لوگوں کی تمام بیماریوں کا علاج کرتا تھا۔ (مسلم شریف کتاب الزہد والرقاق باب قصہ اصحاب الاخدود حدیث نمبر ۳۰۰۵)

اولیاءِ کرام سے حاجتیں طلب کرنے کا حکم: حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: ﴿اُطْلُبُوا الْحَوَائِجَ اِلٰی ذَوِی الرَّحْمَةِ مِنْ اُمَّتِی تُرْزَقُوا وَتُفْلِحُوا فَاِنَّ فِیْهِمْ رَحْمَتِی﴾ میرے رحم دل امتیوں سے حاجتیں مانگو رزق پاؤ گے مرادوں کو پہنچو گے ان میں میری رحمت ہے۔ (جامع صغیر، طبرانی، الامن والعلی ص: ۶۱)

﴿یا علی یا غوث کے نعرہ کا جواز﴾

حضرت عتبہ بن غزوان اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اِذَا ضَلَّ اَحَدُکُمْ شَیْئًا وَاَرَادَ عَوْنًا وَھُوَ بِاَرْضٍ لَیْسَ بِھَا اَنِیْسٌ فَلْیَقُلْ یا عِبَادَ اللهِ اَعِیْنُوْنِی یا عِبَادَ اللهِ اَعِیْنُوْنِی یا عِبَادَ اللهِ اَعِیْنُوْنِی فَاِنَّ لِلّٰهِ عِبَادًا لا یَرَاهُم

جب تم میں سے کسی کی کوئی چیز گم ہو جائے اور مدد: مانگنی چاہے اور ایسی جگہ ہو جہاں کوئی ہمدم نہیں تو اسے چاہئے یوں پکارے: اے اللہ کے بندو میری مدد کرو، اے اللہ کے بندو میری مدد کرو، اے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔ اللہ کے کچھ بندے ہیں جنہیں یہ نہیں دیکھتا وہ اس کی مدد کریں گے۔ رواہ الطبرانی وابن السنی، کتاب الاذکار از امام نووی، ہدیۃ المہدی از علامہ وحید الزماں غیر مقلد ص: ۲۷) الامن والعلی ص ۲۵۴)

اس حدیث سے ثابت ہو گیا کہ نعرہ حیدری اور نعرہ غوثیہ لگانا یا علی مدد یا غوث اعظم کہنا بالکل جائز ہے لیکن یہ بات یاد رہے کہ نعرہ حیدری نعرہ تحقیق یا نعرہ خلافت کے بعد لگے گا قرآن میں یہی ترتیب ہے نبیوں کے بعد صدیقوں کا مقام ہے پھر شہیدوں کا۔ اگر ہم اس ترتیب کو چھوڑ کر نعرہ رسالت کے بعد نعرہ حیدری لگائیں تو عملی طور پر ہم نے شیعوں کا عقیدہ خلافت بلا فصل والا قبول کر لیا۔

اولیاءِ کرام کی طفیل بارش اور امداد ملتی ہے: حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ﴿اَلْاَبْدَالُ فِی اُمَّتِی ثَلَاثُوْنَ بِھِمْ تَقُوْمُ الْاَرْضُ وَبِھِمْ تُمْطَرُوْنَ وَبِھِمْ تُنْصَرُوْنَ﴾ ابدال میری امت میں تیس ہیں انہیں سے زمین قائم ہے انہیں کے سبب سے تم پر مینہ برستا ہے انہیں کے باعث تمہیں مدد ملتی ہے۔ (رواہ الطبرانی بسند صحیح، ہدیۃ المہدی از علامہ وحید الزماں غیر مقلد ص: ۲۷) الامن والعلی ص ۵۷)

اولیاءِ کرام دافع البلاء حاجت روا ہوتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ابدال شام میں ہیں اور وہ چالیس ہیں جب ایک مرتا ہے تو اللہ تعالی اس کے بدلے دوسرا قائم کرتا ہے ﴿یُسْقٰی بِهِمُ الْغَیْثُ وَیُنْتَصَرُ بِهِمْ عَلَی الْاَعْدَاءِ وَیُصْرَفُ عَنْ اَهْلِ الشَّامِ بِهِمُ الْعَذَابُ﴾ انہیں کے سبب مینہ دیا جاتا ہے، انہیں سبب دشمنوں پر مدد ملتی ہے انہیں کے باعث اہل شام سے عذاب پھیرا جاتا ہے۔ اور ایک روایت میں ہے ﴿وَیُصْرَفُ عن اَهْلِ الارضِ الْبَلَاءُ وَالْغَرَقُ﴾ اور انہیں کے سبب اہل زمین سے بلا اور غرق دفع ہوتا ہے۔ وفی روایۃ وبِهِمْ یُرْزَقُوْنَ انہیں کے وسیلہ سے رزق ملتا ہے۔ (رواہ احمد بسند صحیح، ابن عساکر ،طبرانی فی الکبیر)

مخلوقِ خدا کے غوث اور مددگار کے لئے تہتر بخششوں کا انعام: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ﴿مَنْ اَغَاثَ مَلْهُوْفًا کَتَبَ اللّٰهُ لَهُ ثَلَاثًا وَسَبْعِیْنَ مَغْفِرَةً وَاحِدَةٌ فِیْهَا صَلَاحُ اَمْرِهِ کُلِّهِ وَثِنْتَانِ وَسَبْعُوْنَ لَهُ دَرَجَاتٌ یَوْمَ الْقِیَامَةِ﴾ جو کسی غمگین کی مدد کرے اس کی فریاد کو پہنچے اس کے لئے اللہ تعالی تہتر (۷۳) بخششیں لکھتا ہے جن میں سے ایک تو اس کے لئے تمام کاموں کی درستی ہے اور بہتر بخششیں اس کے قیامت کے دن درجات ہوں گے۔ (رواہ البیہقی ،مشکوۃ ۴۹۹۶ کتاب الادب باب الشفقۃ والرحمۃ علی الخلق)

اس سے معلوم ہوا کہ مخلوق کے لئے لفظ غوث شرک وبدعت نہیں حدیث پاک سے ثابت ہے لفظ غوث کو شرک کہنے والے مفتی بننے سے پہلے مطالعہ میں وسعت پیدا کریں

سردار وہابیہ علامہ وحید الزماں غیر مقلد کا فیصلہ ﴿یارسول اللہ یا علی اور یا غوث کہنا جائز ہے﴾

دعا کے دو معنی ہیں شرعی اور لغوی: دعا شرعی عبادت ہے جیسا کہ نماز تو یہ غیر اللہ کے لئے جائز نہیں ہے اور یہی ان آیات میں مراد ہے جن میں لفظ دعا وارد ہوا ہے اور دعا لغوی ندا کے معنی میں ہے تو یہ مطلقا غیر اللہ کے لئے جائز ہے خواہ زندہ کو پکارا جائے یا فوت شدہ کو برابر ہے (۱) نابینا کی حدیث میں ہے ﴿یا محمد اِنِّی اَتَوَجَّهُ بِكَ اِلٰی رَبِّی﴾ (۲) دوسری حدیث میں ہے ﴿یا عِبَادَ اللهِ اَعِیْنُوْنِی﴾ (۳) حضرت ابن عمر کا پاؤں سن ہو گیا تو انہوں نے کہا وامحمداہ (۴) جب روم کے بادشاہ نے مسلمانوں کو نصرانیت کی دعوت دی تو انہوں نے شہادت سے قبل کہا ﴿یا محمداہ﴾ اگر پکارنے والا دور سے پکارے اور اس کی محبت میں وارفتہ ہو جیسے عاشق اپنے غائب معشوق کو حاضر متصور کر کے پکارتا ہے اور پکارنے والا کوفہ میں اور وہ بصرہ میں ہو تو اس سے وہی ظاہر ہوتا ہے جو عوام الناس کہتے ہیں یعنی یارسول اللہ، یاعلی ،یاغوث تو اکیلی اس ندا سے ان پر شرک کا حکم نہیں دیا جائے گا اور کیسے دیا جا سکتا ہے جب کہ رسول اللہ ﷺ نے بدر کے مقتولوں کو ﴿یا فلان بن فلان﴾ کہہ کر پکارا تھا۔ (ہدیۃ المہدی اردو ص ۴۹-۵۰ عربی)

ولی کی نگاہ نے حافظ قرآن بنا دیا: ایک شخص مولانا محمد اسماعیل صاحب (وڈے میاں صاحب) کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا حضور میری شادی ہوئی ہے میری بیوی حافظ قرآن ہے اور میں ان پڑھ ہوں وہ مجھے قریب نہیں آنی دیتی اور کہتی ہے کہ پہلے قرآن مجید یاد کرو۔ یہ سن کر وڈے میاں صاحب نے فرمایا چھ مہینے ہمارے پاس رہو اور قرآن مجید یاد کرنا شروع کرو انشاءاللہ حافظ قرآن بن جاؤ گے۔ اس نے نہایت عاجزی سے عرض کیا حضور بہت مشکل ہے مہربانی کیجئے آپ کو رحم آ گیا اور فرمایا اچھا یوں کرو کل فجر کی نماز میرے پیچھے پڑھو لیکن دائیں طرف کھڑے ہونا پھر جب آپ نے دوسرے دن فجر کی نماز پڑھائی اور دائیں طرف سلام پھیرا السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہا تو دائیں طرف والے سارے نمازی حافظ قرآن بن گئے اور بائیں طرف والے ان پڑھ نمازی ناظرہ خواں بن گئے۔ (علماء ہند کا شاندار ماضی ص ۳۹۱) عطاء حق از مفتی امین صاحب ص ۴۱)

حضور غوث پاک کے مدرسہ کی برکت سے عذاب قبر معاف کر دیا گیا: حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں. جو

مسلمان شخص میرے مدرسہ کے کسی دروازے سے بھی گذرے گا تو قیامت کے دن اس کے عذاب سے تخفیف ہوگی ۔(طبقات الکبری بہجۃ الاسرار)

ایک روز بغداد شریف کا ایک آدمی حاضر خدمت ہوا اور عرض کی میرے والد کا انتقال ہو گیا ہے وہ خواب میں مجھے کہہ رہے ہیں کہ میں عذاب قبر میں مبتلا ہوں تم حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر میرے لئے دعا کراو۔ آپ نے ارشاد فرمایا: کیا تمہارا والد میرے مدرسہ کے دروازہ سے کبھی گذرا تھا اس نے بتایا ہاں۔ آپ یہ سن کر خاموش ہو گئے۔ دوسرے دن اس نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں نے اپنے والد کو خواب میں دیکھا ہے کہ وہ خوش وخرم ہیں اور سبز لباس زیب تن ہے اور مجھے کہا کہ اب مجھ شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ کی دعا کی برکت سے عذاب دور کر دیا گیا ہے اور مجھے نصیحت کی کہ تم ان کی خدمت میں حاضری دیتے رہا کرو۔ آپ نے یہ سن کر ارشاد فرمایا بیشک میرے رب نے مجھ سے یہ وعدہ فرمایا ہے جو مسلمان شخص میرے مدرسہ کے کسی دروازے سے بھی گذرے گا تو میں اس کے عذاب میں تخفیف کر دوں گا۔ بہجۃ الاسرار

مدرسہ کی گھاس اور کنواں: ایک دفعہ آپ کے عہد میں بغداد شریف میں مرض طاعون ظاہر ہوا اور اس نے اس قدر زور پکڑا کہ ہر روز ہزار ہزار آدمی اور عورتیں مرنے لگے۔ لوگوں نے حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ سے اس مصیبت اور پریشانی کا تذکرہ کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا: ہمارے مدرسہ کے ارد گرد جو گھاس ہے اس کو رگڑ کر اور پر لگاؤ اور اسی کو کھاؤ اللہ تعالی بیمار لوگوں کو اس سے شفا دے گا۔ نیز فرمایا جو شخص مدرسہ کے کنویں کا پانی پئے گا اس کو بھی شفا حاصل ہوگی لوگوں نے آپ کے فرمان کے مطابق عمل کیا تو ان کو شفا کامل حاصل ہوگئی پھر اس کے بعد دوبارہ آپ کے عہد میں طاعون کی وبا قطعانہ آئی۔ (تفریح الخاطر)

وصال کے بعد بھی اولیاء کرام کا فیض جاری رہتا ہے اور ان سے مدد مانگنا جائز ہے: شارح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں: امام حاکم نے کہا میں نے ابو علی نیشا پوری سے سنا کہ انہوں نے فرمایا: میں ایک مرتبہ سخت غمگین تھا کہ میں نے خواب میں نبی کریم ﷺ کا دیدار کیا آپ ﷺ نے فرمایا: "یحیٰ بن یحیٰ کی قبر پر جاو ہاں جا کر استغفار کر اور سوال کر تیری حاجت پوری ہو جائے گی،، وہ فرماتے ہیں جب صبح ہوئی تو میں نے یہ کام کیا یعنی ان کی قبر پر حاضری دی تو میری حاجب پوری ہوگئی۔ (تہذیب التہذیب جلد ۱ ص ۲۶۰)

بلخ کا سوداگر اور بال مبارک: علامہ سخاوی اور علامہ عبدالرحمن صفوری فرماتے ہیں: بلخ میں ایک امیر کبیر سوداگر تھا اس کے دو لڑکے تھے اس کے پاس نبی پاک ﷺ کے تین بال مبارک بھی تھے۔ جب وہ فوت ہوا تو دونوں لڑکوں نے جائیداد تقسیم کر لی اور ایک ایک بال مبارک بھی لے لیا اور تیسرے بال مبارک کے متعلق کہا اسے کاٹ کر آدھا آدھا لے لیتے ہیں۔ چھوٹے نے کہا اللہ کی قسم میں ایسا نہیں ہونے دوں گا۔ وہ ہے جو آپ ﷺ کے بال مبارک کو توڑے۔ بڑے نے کہا کہ اگر تجھے ایسی ہی عقیدت ہے تو تو یہ تینوں بال لے لے اور اپنے حصہ کی جائیداد مجھے دے دے۔ چھوٹے نے کہا واہ رے قسمت مجھے اور کیا چاہئے۔ چنانچہ بڑے نے دولت لے لی اور چھوٹے نے بال مبارک وہ انہیں بڑے ادب و احترام سے رکھتا ان کی زیارت کرتا اور درود شریف پڑھتا۔ بڑے بھائی کا مال چند دنوں میں ختم ہو گیا۔ چھوٹے کے مال میں اللہ نے برکت دی اور وہ خوشحال ہو گیا۔ پھر جب وہ فوت ہوا تو کسی نے خواب میں نبی کریم ﷺ کا دیدار کیا اور ساتھ اسے بھی دیکھا تو نبی ﷺ نے فرمایا: اے میرے امتی لوگوں میں اعلان کر دے کہ جس کو کوئی حاجت اور مشکل درپیش ہو تو وہ اس کی قبر پر حاضر ہو کر اللہ سے سوال کرے۔ (القول البدیع، نزہۃ المجالس۔ (آب کوثر از مفتی امین صاحب ص ۳۳۲)

مودودی کا اولیاء کرام سے بغض اور بت پرستوں سے پیار: مودودی لکھتا ہے: جو لوگ حاجتیں طلب کرنے اجمیر یا سالار مسعود کی قبر یا ایسے ہی دوسرے مقامات (بغداد و داتا گنج بخش) جاتے ہیں وہ اتنا بڑا گناہ کرتے ہیں کہ قتل اور زنا کا گناہ اس سے کمتر ہے آخر اس میں اور خود

ساختہ معبودوں (لات وعزیٰ) کی پرستش میں فرق کیا ہے؟ (تجدید احیائے دین ص ۶۲)

اپنی مشکلات میں ان اولیاء کرام کو وسیلہ بنانے کا حکم کس نے دیا ہے۔ اللہ نے اور اس کے رسول ﷺ نے چاہے وہ ولی زندہ ہوں یا وصال پا چکے ہوں کسی قسم کی کوئی قید نہیں کیا اللہ ورسول نے زنا اور قتل کیا حکم دیا ہے (نعوذ باللہ) مودودی نے اولیاء کرام اور مسلمانوں کو کتنی بڑی گالی دی ہے۔ اور مسلمانوں کو مشرک کہا ہے۔ خواجہ معین الدین چشتی کوئی چھوٹی ہستی ہے نوے لاکھ کو کلمہ پڑھانے والے اور رسول اللہ ﷺ سے سلطان الہند کا لقب پانے والے۔ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری دینے اور اپنی حاجت طلب کرنے والے۔ مودودی نے علامہ اقبال کو گالی دی ہے جو فرماتے ہیں

خاک پنجاب از دم او زندہ گشت　　　صبح ما از مہر او تا بندہ گشت

اور مجدد الف ثانی کے متعلق فرماتے ہیں حاضر ہوا میں شیخ مجدد کی لحد پر وہ خاک کہ زیر فلک مطلع انوار علامہ اقبال اتنا دراز سفر کر کے مجدد الف ثانی کے مزار پر بغیر کسی حاجت کے حاضر ہوئے تھے مودودی نے حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کو گالی دی ہے جنہوں ملک شام میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے مزار پر حاضری دی۔ مودودی نے امام شافعی کو گالی دی ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں: امام شافعی فرماتے ہیں امام موسیٰ کاظم کی قبر قبولیت دعا کے لئے آزمودہ تریاق ہے۔ امام غزالی فرماتے ہیں ﴿مَنْ يُسْتَمَدُّ فِي حَيَاتِهِ يُسْتَمَدُّ بَعْدَ وَفَاتِهِ﴾ جس سے زندگی میں مدد مانگی جا سکتی ہے اس سے بعد وفات بھی مدد، نگی جا سکتی ہے۔ (حاشیہ مشکوۃ باب زیارت القبور)

امام شافعی فرماتے ہیں: میں امام ابو حنیفہ کی قبر سے برکت حاصل کرتا ہوں جب مجھے کوئی حاجت پیش آتی ہے تو دو رکعت نماز پڑھتا ہوں اور ان کی قبر کے پاس اللہ سے سوال کرتا ہوں تو میری حاجت جلد پوری ہو جاتی ہے۔ (ردالمختار، تاریخ بغداد)

اولیاء کرام سے دشمنی اللہ سے دشمنی ہے اور مسلمانوں کو مشرک کہنے والا حدیث کی رو سے خود مشرک ہے۔

مودودی کا مشرکین سے پیار: لکھتے ہیں: انسان خواہ خدا کا قائل ہو یا منکر خدا کو سجدہ کرتا ہو یا پتھر کو خدا کی پوجا کرتا ہو یا غیر خدا کی جب وہ قانون فطرت پر چل رہا ہے اور اس کے قانون کے تحت ہی زندہ ہے تو لامحالہ وہ بغیر جانے بوجھے بلا عمد واختیار خدا ہی کی تسبیح کر رہا ہے اسی کی عبادت میں لگا ہوا ہے اسی کے سامنے سر بسجود ہے اور اسی کی تسبیح میں لگا ہوا ہے اس کا چلنا پھرنا، سونا، جاگنا کھانا پینا، اٹھنا، بیٹھنا سب اسی کی عبادت ہے۔ (تفہیمات جلد اول ص ۴۳)

رب تعالیٰ فرماتا ہے بتوں کو بتوں کو پوجنے والا شیطان کی عبادت کرتا ہے۔ دیکھا مودودی کا بتوں سے پیار اور اولیاء سے دشمنی اولیاء کرام کے وسیلے اور تعظیم کو شرک کہا اور بتوں کی پوجا کو عبادت کہا۔ خدا جب دین لیتا ہے تو حماقت آ ہی جاتی ہے

شرک کا فتویٰ لگانے والا خود مشرک ہوگا: حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ مَمَّا أَتَخَوَّفُ عَلَيْكُمْ رَجُلٌ قَرَأَ الْقُرآنَ حَتَّى إِذَا رُؤِيَتْ بَهْجَتُهُ عَلَيْهِ وَكَانَ رِدَاءُهُ الْإِسْلَامَ اعْتَرَاهُ إِلَى مَاشَاءَ اللهُ انْسَلَخَ مِنْهُ وَنَبَذَهُ وَرَاءَ ظَهْرِهِ وَسَعَى عَلَى جَارِهِ بِالسَّيْفِ وَرَمَاهُ بِالشِّرْكِ))قَالَ: قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللهِ أَيُّهُمَا أَوْلَى بِالشِّرْكِ الْمَرْمِيُّ أَوِ الرَّامِيْ ؟ قَالَ((بَلِ الرَّامِيْ)).

بیشک مجھے تم پر ایک ایسے شخص کا خوف ہے جو اتنا قرآن پڑھے گا کہ اس کے چہرے پر قرآن کی رونق بھی نظر آنے لگے گی اُس کا

اوڑھنا بچھونا بھی اسلام بن جائے گا جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا اس کو یہ حالت لاحق رہے گی پھر اس سے یہ حالت چھن جائے گی اور وہ شخص قرآن حکیم اور اسلام کو پسِ پشت ڈال کر اپنے پڑوسیوں پر شرک کا فتویٰ صادر کر کے اُن سے جنگ کرے گا

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ اِن دونوں میں سے شرک کا حق دار کون ہوگا جن پر شرک کا فتویٰ لگے گا وہ، یا شرک کا فتویٰ صادر کرنے والا؟

نبی کریم ﷺ نے فرمایا بلکہ شرک کا فتویٰ صادر کرنے والا ہی شرک کا حق دار ہوگا۔

مسند ابو یعلی امام احمد بن حنبل اور یحیٰ بن معین نے اس کی توثیق کی ہے۔ (تفسیر ابن کثیر سورۃ الاعراف آیت (۱۷۵) ج۲ص ۲۷۵)

کیا ہمارے لئے اللہ کافی نہیں؟ مرتبہ ترجمان اہل سنت: ابوالحقائق علامہ غلام مرتضیٰ ساقی مجددی زیدہ مجدہ

عن اسماء رضی الله عنها قالت قال رسول الله ﷺ ﴿فَا اللّٰهُ كَافِيْكُمْ وَرَسُوْلُهُ﴾ پس تمہیں اللہ اور اس کا رسول کافی ہے۔

(طبرانی 170/24 مجمع الزوائد 347/7 کتاب الایمان باب ماجاء فی الدجال)

سوال کیا ہمارے لئے اللہ کافی نہیں؟

جواب کیوں نہیں لیکن بعض لوگ کھلے بندوں یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ غوث، داتا، مشکل کشا، گنج بخش، غریب نواز اور دستگیر صرف اللہ ہی ہے کوئی نبی ولی مشکل کشا حاجت روا اور داتا نہیں ہو سکتا جبکہ ان کی یہ بات بالکل غلط اور اسلامی تعلیمات کے سراسر خلاف ہے ذیل میں قرآن وحدیث کی چند گواہیاں پیشِ خدمت ہیں......انہیں پڑھیئے!......سمجھئے!......اور اپنے عقائد کی اصلاح کیجئے!......

﴿ وَمَا كَانَ عَطَاءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا﴾

یعنی تیرے رب کی عطا پر کوئی پابندی نہیں (بنی اسرائیل: آیت: ۲۰)

﴿ مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا﴾

لوگو! تمہیں کیا ہوگیا تمہاری نظروں میں اللہ کا کوئی وقار نہیں۔ (نوح آیت: ۱۳)

محبوبانِ خدا کے اختیارات اور تصرفات کا انکار کرنے والوں کو سوچنا چاہئے کہ وہ خدا کی دی ہوئی عظمتوں، فضیلتوں اور رفعتوں کا انکار کر کے خدا کے وقار کو کیوں مجروح کرتے ہیں۔

دستگیر پریشانی دور کرنے والا حمایت کرنے والا

﴿ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا﴾

اگر یہ لوگ اپنی جانوں پر ظلم کر لیں تو محبوب تیرے پاس حاضر ہو کر معافی مانگیں اور رسول ﷺ ان کے لئے معافی مانگے یعنی ان کی حمایت کریں تو ضرور اللہ کو بخشنے والا اور رحم کرنے والا پائیں گے۔ (النساء آیت 64)

﴿ فَثَبِّتُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا﴾

فرشتو تم مومنوں کو ثابت قدم رکھو یعنی ان کی دستگیری کرو۔ (الانفال: ۱۲)

﴿ وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ﴾

اچھے کاموں میں ایک دوسرے کی دستگیری کرو۔ (المائدہ ۲)

﴿ مَنْ كَانَ فِي حَاجَةِ اَخِيْهِ كَانَ اللّٰهُ فِي حَاجَتِهٖ وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً فَرَّجَ اللّٰهُ عَنْهُ كُرْبَةً ﴾

جو اپنے بھائی کی پریشانی دور کرے اور حاجت روائی کرے تو اللہ اس کی حاجت روائی اور پریشانی دور کریگا۔

(بخاری حدیث 2262 کتاب 29 المظالم باب 3 لا یظلم المسلم) مسلم حدیث 4867 کتاب 49 الذکر باب 11 فضل الاجتماع، مشکوٰۃ 204 کتاب العلم

ایک آدمی روز قیامت عرض کرے گا ﴿ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَغِثْنِیْ ﴾ یا رسول اللہ میری دستگیری فرمائیے امداد فرمائیے۔

(بخاری 2844 کتاب 38 الجہاد باب 187 الغلول مشکوٰۃ 3996 کتاب الجہاد باب قسمۃ الغنائم)

گنج بخش خزانے دینے والا سخی اور غنی

﴿ وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰى ﴾ محبوب! خدا نے تجھے محتاج پایا تو غنی کر دیا (الضحیٰ ۸)

﴿ اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ﴾ ہم نے آپ کو بے حد و بے حساب خزانے دیے ہیں۔ (الکوثر ۱)

﴿ هٰذَا عَطَآؤُنَا فَامْنُنْ اَوْ اَمْسِكْ ﴾ اے سلیمان یہ ہماری عطا ہے چاہے کسی کو بخش دو یا پاس رکھو۔ (ص ۳۹)

حضور ﷺ نے فرمایا: ﴿ وَاُعْطِيْتُ الْكَنْزَيْنِ الْاَحْمَرَ وَالْاَبْيَضَ ﴾ مجھے سرخ و سفید خزانے دیئے گئے۔

(مسلم 5144 کتاب 54 الفتن باب 5 ہلاک ہذہ الامۃ)

﴿ اُتِيْتُ بِمَفَاتِيْحِ خَزَائِنِ الْاَرْضِ ﴾ مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں عطا کی گئی ہیں۔

(بخاری 2755 کتاب 38 الجہاد باب 121 قول النبی ﷺ نصرت مسلم 813 کتاب المساجد ۲)

حضور ﷺ نے فرمایا: ﴿ اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰهُ يُعْطِیْ ﴾ بیشک میں تقسیم کرنے والا ہوں اور اللہ عطا کرتے والا ہے۔

بخاری حدیث ۶۹ کتاب (۳) العلم باب ۱۳ من یرد اللہ بہ خیرا)

غریب نواز غریبوں کو نوازنے والا

﴿ وَمَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ ﴾ انہیں کیا برا لگا یہی نہ کہ اللہ اور اس کے رسول نے انہیں اپنے فضل سے غنی کر دیا (التوبہ ۷۴)

﴿ وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ ﴾ (محبوب) کسی سوالی کو (بھی) نہیں جھڑکنا۔ (والضحیٰ ۱۰)

ابن جمیل فقیر تھا اسے اللہ اور اس کے رسول نے غنی کر دیا (بخاری حدیث: 1375 کتاب 13 الزکوٰۃ باب 49 قول اللہ وفی الرقاب مشکوٰۃ 1778 کتاب الزکوٰۃ

حضور ﷺ کسی سوالی کو خالی نہ لوٹاتے۔ (بخاری 5363 کتاب 57 اللباس باب 18 البرود، 1951 کتاب 18 البیوع باب 31 ذکر النساج

مشکل کشا مشکل اور سختی دور کرنے والا

حضرت عیسیٰ علیہ السلام مادرزاد اندھوں اور برص کے مریضوں کو شفا اور مردوں کو زندہ کرتے تھے۔

﴿ وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ﴾ (آل عمران ۴۹)

(حضور اکرم ﷺ) مسلمانوں سے دشواریاں دور کرتے اور سختی کی زنجیریں توڑ دیتے

﴿ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِیْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ ﴾ (الاعراف ۱۵۷)

حدیبیہ کے مقام پر پانی کی مشکل بنی تو حضور ﷺ اپنی انگلیوں سے چشمے جاری کر کے مشکل کشائی فرمائی۔

﴿ فَجَعَلَ الْمَاءُ يَفُوْرُ مِنْ بَيْنِ اَصَابِعِهِ كَاَمْثَالِ الْعُيُوْنِ ﴾

بخاری حدیث 3311 کتاب 43 المناقب باب 22 علامات النبوۃ مشکوۃ کتاب الفضائل باب المعجزات حدیث 5882

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے بیماری کی وجہ سے ہوش ٹھکانے نہ رہے تو آپ نے وضو کا پانی چھڑک کر تختی دور کردی۔(بخاری 6246 کتاب 65 الفرائض باب 13 میراث الاخوات والاخوۃ)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سانپ نے ڈسا تو لعاب دہن لگا کر مشکل حل کردی۔(مشکوۃ 6034 کتاب المناقب باب مناقب ابوبکر، کتاب الوفاء)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو آنکھ کا مرض ہوا تو لعاب دہن لگا کر مشکل حل کردی۔(بخاری 3888 کتاب 44 المغازی باب 36 غزوۃ خیبر مشکوۃ 6089 کتاب المناقب باب مناقب علی)

حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ اور سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ پنڈلی ٹوٹ گئی تو حضور ﷺ نے اپنا لعاب دہن لگا کر مشکل حل کردی۔

(مشکوۃ کتاب الفضائل باب المعجزات 5886 بخاری 3884) کتاب 44 المغازی باب 36 غزوۃ خیبر)

غوث فریاد کو سننے والا

﴿ اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ آمَنُوا ﴾ اللہ تعالی، اس کا رسول اور ایمان والے تمہارے مددگار ہیں (المائدہ:۵۵)

﴿ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلَاهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمَلَائِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ ﴾ اللہ تعالی جبرئیل نیک لوگ اور فرشتے (بھی) مددگار ہیں۔(التوبہ:۷۱)

ایک صحابی کو حضور ﷺ نے خود سکھایا کہ مشکل کشائی کے لئے دعا میں مجھے پکارنا۔

﴿ یامحمدُ اِنِّی تَوَجَّهْتُ بِكَ اِلٰی رَبِّی ﴾

(ابن ماجہ حدیث 1375 کتاب ۱۶ اقامۃ الصلاۃ، باب ۱۸۹ ماجاء فی صلاۃ الحاجۃ ترمذی 3502 کتاب ۴۵ الدعوات باب (۷۰) فی دعاء الضیف

حضرت عمرو بن سالم نے مکہ کی گلیوں میں حضور ﷺ کو پکارا تو آپ ﷺ نے انہیں مدینہ منورہ سے جواب دیا۔ اور مدد فرمائی۔(طبرانی صغیر ۲/۷۲، الاصابہ ۲/۵۳۶ مختصر سیرت رسول عبداللہ بن محمد بن الوہاب نجدی)

داتا دینے والا:

حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا مریم! ﴿ لِاَهَبَ لَكِ غُلَامًا زَكِيًّا ﴾ میں تجھے ستھرا بیٹا دینے آیا ہوں۔(مریم:۱۹)

﴿ وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ﴾ (کاش) یہ لوگ اللہ اور اس کے رسول کے دیئے پہ راضی ہوجاتے۔(التوبہ ۵۹)

حضور ﷺ نے فرمایا: ﴿ سَلْ، فَقُلْتُ: أَسْأَلُكَ مُرَافَقَتَكَ فِي الْجَنَّةِ قَالَ: ((أَوَ غَيْرَ ذٰلِكَ)) قُلْتُ: هُوَ ذَاكَ ﴾ ربیعہ، مانگ لو! عرض کیا جنت میں آپ کی رفاقت مانگتا ہوں۔ فرمایا مزید جو چاہتے ہو مانگ لو! عرض کیا یہی کافی ہے۔

(مسلم ح ۵۲۷ - ۵ کتاب الصلاۃ ۴۳ باب فضل السجود نسائی ح ۱۱۲۶ کتاب التطبیق باب فضل السجود ابوداود ح ۱۳۲۵ کتاب الصلاۃ باب وقت قیام النبی ﷺ

آپ ﷺ نے فرمایا: ﴿ سَلْ مَا شِئْتَ يا أعرابِيُّ ﴾ اعرابی مانگ جو تیرا جی چاہے۔(مجمع الزوائد ۱۰/۱۷۳) اس حدیث کو غیر مقلدین کے امام ناصر الدین البانی نے "سلسلہ احادیث الصحیحہ" میں صحیح قرار دیا ہے دیکھو حدیث ۳۱۳ رواہ ابویعلی وطبرانی)

قرآن وحدیث کی ان گواہیوں سے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام اور اولیاء عظام کو اللہ تعالی نے وسیع اختیارات دے کر داتا، غریب نواز، مشکل کشا، گنج بخش اور غوث بنایا ہے۔ جو لوگ بتوں والی آیات نبیوں ولیوں پر چسپاں کرتے ہیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا ان کے متعلق فتوی ہے ﴿ يَـرَاهُـمْ شِرَارَ خَلْقِ اللّٰهِ ﴾ کہ وہ مخلوق میں سب سے بدترین ہیں۔(بخاری ۶۸ کتاب استتابۃ المرتدین ۵ باب قتل الخوارج ما قبل حدیث ۶۹۱۸)

مسائل دینیہ

……مسائل قرآن وحدیث وفقہ کی روشنی میں……

محقق دوراں حضرت العلام مفتی حافظ نصر اللہ صاحب آسنوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہ ہو۔ (الانبیاء آیت: ۷)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: علم خزانہ ہے اور اس کی چابی سوال کرنا ہے سوال کیا کرو اللہ تم پر رحم کرے گا۔ اس میں چار آدمیوں کو اجر دیا جاتا ہے، سوال کرنے والے کو، جواب دینے والے، سننے والے اور ان سے محبت رکھنے والے کو۔ (جامع صغیر)

کرسمس کے احکام

س کافروں کے دن کی تعظیم یا مبارک باد دینے کا شرعی حکم کیا ہے؟

ج جس نے کافروں کے دن کی تعظیم کے لئے کوئی کام کیا مثلاً کوئی شے خریدی اس پر حکم کفر ہے۔ یہی حکم کرسمس منانے کا ہے کہ یہ عیسائیوں کا دن ہے اور اس دن لوگ کافروں کو مبارک باد دیتے ہیں اور بہت جگہ تو مختلف برادریوں کی طرف سے بینرز لگے ہوتے ہیں جن پر ان کافروں کے نام کرسمس پر مبارک بادیاں تحریر ہوتی ہیں۔ ایسے تمام لوگوں پر جو کرسمس ڈے کو قابلِ تعظیم سمجھ کر یہ کام کرتے ہیں۔ حکمِ کفر ہے۔ (بہار عقائد ومسائل از ابوالحسن سید احسان اللہ شاہ بخاری جلد ۱ ص ۲۰۰)

س کفار کے میلوں تہواروں میں شرکت کا کیا حکم ہے؟

ج کفار کے میلوں تہواروں میں شریک ہو کر ان کے میلے جلوس مذہبی شان وشوکت بڑھانا کفر ہے۔ ہولی دیوالی کے پروگراموں میں شرکت کرنا حرام ہے اور ہولی دیوالی پوجنا کفر ہے۔ اگر چہ مذاق میں ہو کہ مذاق میں بھی کفر کفر ہوتا ہے، یونہی ہندوؤں کو خوش کرنے کے لئے ہولی دیوالی پوجنا کفر ہے۔ کفار کی غیر اسلامی عیدوں کے دن کفار کو تحائف وغیرہ دینا حرام وگناہ ہے۔ اور ان غیر اسلامی عیدوں کی تعظیم مقصود ہو تو کفر ہے۔ (ایمان کی حفاظت ص ۴۰، ۱۱۷)

س کرسمس ڈے پر عیسائی مسلمانوں کو کھانے پینے کی چیزیں بھجوائے تو ان کا استعمال کرنا کیسا؟

ج عیسائیوں کی کھانے پینے کی اشیاء کا استعمال مکروہ وممنوع ہے۔ اعلیٰ حضرت، امام اہل سنت مجدد دین وملت مولانا مفتی احمد رضا محدث بریلوی اس کی وجہ لکھتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں۔ ,,عیسائیوں کے مذہب میں خون حیض کے علاوہ، شراب، پیشاب، پاخانہ غرض کوئی چیز اصلاً ناپاک نہیں وہ ان چیزوں سے بچنے پرہیز کرتے اور اپنی خود ساختہ تہذیب کے خلاف سمجھتے ہیں تو بظاہر یہ نجاستوں سے آلودہ ہی رہتے ہیں،، عیسائیوں سے حاصل

کردہ مشروب غالب گمان کے مطابق ناپاک ہوتا ہے۔ کیونکہ عیسائی اپنے پیشاب کو پاک سمجھتے ہیں اور وہ خون حیض کے علاوہ کسی نجاست کو چھوڑنے کا عقیدہ نہیں رکھتے۔ (فتاوی رضویہ ج ۲۲ص ۵۵۴)

لہٰذا کرسمس ڈے ہو یا ہولی دیوالی کفار کی غیر اسلامی عیدوں پر ہرگز ہرگز کافروں کو مبارک باد، تحفے، کھانے مٹھائیاں وغیرہ نہ دیا کریں اور اگر وہ دیں تو ہرگز نہ لیا کریں۔ اللہ اسلام کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی تمام مسلمانوں کو توفیق دے۔ آمین۔

س ڈاکٹر طاہر القادری صاحب کہتے ہیں: ۱۲ ربیع الاول اور کرسمس ڈے کو ایک جیسی اہمیت حاصل ہے۔ اپنی تمام مساجد کے دروازے مسیحی عوام کے لئے کھول دیئے وہ یہاں آکر عبادت کرسکتے ہیں۔ انہوں نے عیسائیوں کے ساتھ مل کر کرسمس ڈے منایا اور قرآن کے ساتھ تحریف شدہ بائبل کی تلاوت کی اور کرسمس کے گیت گائے اور کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یوم پیدائش منانا ہمارے ایمان کا حصہ ہے۔ یہ باتیں کہاں تک درست ہیں؟

ج یہ ساری باتیں غلط ہیں مسلمانوں کو عیسائی بنانے کی سازش ہے ان سے پہلے کسی سنی عالم نے کرسمس ڈے منایا ہو یا اس کو جائز قرار دیا ہو تو ثبوت پیش کیا جائے۔ یہ صرف عیسائیوں کو راضی کرنے کی کوشش ہو رہی ہے۔ اس کے متعلق پیر طریقت رہبر شریعت حضور مفکر اسلام رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: پہلے تو تقریب کا انعقاد اس قوم کے ساتھ کرنا جو مسلمانوں کے خون کی پیاسی ہے اور ہر قدم پر دشمنی کا مظاہرہ کر رہی ہے اس وقت بھی پاکستان بھر میں عیسائیوں کی کوشش یہ ہے کہ ناموس رسالت ایکٹ ختم کردیا جائے۔ اس حال میں ان سے مل کر خوشیاں منانا یقیناً ایسے ہی شخص کا کام ہے جس کے اندر غیرت کا چراغ بجھ گیا ہو۔

تاریخ میں پروفیسر صاحب سے پہلے بھی کئی شیخ الاسلام گذرے ہیں، یہ حرکتیں جو ہمارے ماڈرن شیخ الاسلام کا طرۂ امتیاز ہیں، کیا تاریخ اسلام میں ان سے پہلے بھی کسی سے سرزد ہوئی ہیں۔ کچھ تو اپنے حنفی ہونے کی اور چلو حنفی بھی نہیں قادری ہونے کی شرم رکھی جاتی۔ پھر قرآن پاک اور انجیل کا اکٹھا تلاوت کرنا۔ معاذاللہ کیا دونوں کتابیں برابر ہیں۔ گاندھی نے ایک بار ایسا ہی کیا تھا یعنی یہ کہ قرآن پاک اور گیتا کی ایک ہی تعلیم ہے (حالانکہ خود اس وقت جیل میں تھا) تو حضرت اقبال نے اس پر پھبتی کسی تھی۔

یہ آیۂ نو جیل سے نازل ہوئی مجھ پر
گیتا میں ہے قرآن تو قرآن میں گیتا

یہ ساری محنت اگر عیسائیوں اور یہودیوں کو خوش کرنے کے لئے ہے تو میں پوچھتا ہوں کیا وہ راضی ہو گئے ہیں اور اگر وہ راضی ہو گئے ہیں تو پروفیسر صاحب شیخ الاسلام نہیں کچھ اور ہیں۔ اگر وہ خوش نہیں ہوئے تو جناب پروفیسر صاحب کوئی اور دھندا شروع کردیں۔ اس میں سوائے تضیع اوقات کے کچھ نہیں۔ قرآن پاک پہ اگر منہاج القرآن والوں کا ابھی ایمان ہے تو اس کا فیصلہ بھی تسلیم کریں ﴿ وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ﴾ اور ہرگز تم سے یہود و نصاریٰ راضی نہ ہوں گے جب تک تم ان کے دین کی پیروی نہ کرو۔ (سورہ البقرۃ:۱۲۰) ہم صدق دل سے یہ سمجھتے ہیں کہ پروفیسر صاحب شہرت اور عزت کے بھوکے ہیں اور ضمیر و ایمان کا سودا کرتے انہیں دیر نہیں لگتی۔ ہم اللہ کی قسم اٹھا کر عرض کرتے ہیں کہ ہماری کوشش یہی ہے کہ کسی کی بلاوجہ حمایت کریں نہ مخالفت، جن لوگوں نے اپنی زندگی حضور ﷺ کی رضا کے لئے وقف رکھی، ہم ان کے غلام بنے رہیں اور جنہوں نے حضور ﷺ کی پروا نہیں کی، ہم ان سے بے نیاز رہیں۔ ہم نے گمراہوں کی تاریخ پر نظر ڈالی تو دیکھا کہ وہ اکثر کسی کے علم و فضل کے چکر میں آئے ہمارے ہاں دیہات میں جاہل پیروں نے اتنی گمراہی نہیں پھیلائی جتنی پڑھے لکھے علماء و فضلاء نے۔ اسی لئے حضور ﷺ نے تنبیہ فرمائی تھی۔ ترجمہ: بیشک اپنی امت کے بارے میں جن چیزوں کا مجھے خوف ہے ان میں سب سے خطرناک ہر ایسا منافق ہے جو علم کی زبان بو

لتا ہو۔ (طبرانی کبیر) (الحقیقہ ستمبر ۲۰۰۶ء ص ۶۳-۶۴)

حضرت علامہ فریاد علی قادری لکھتے ہیں

کرسمس ڈے منانا، بائبل پڑھنا اور کرسمس ڈے کو اپنا ایمان سمجھنا خالص عیسائیوں کا شعار ہے۔ نجران کے جن عیسائیوں نے مسجد نبوی میں عبادت کی تھی انہیں نبی کریم ﷺ نے اجازت نہیں دی تھی بلکہ عیسائیوں نے اپنی عبادت کا وقت آنے پر خود عبادت شروع کر دی تھی۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ یہ اسی طرح ہے جس طرح بخاری شریف میں ہے کہ مسجد نبوی میں اس زمانے میں کتے آجایا کرتے تھے (فتاوی رضویہ ج ۶ ص ۸۵)

حکیم الامت مفتی احمد یار خاں صاحب فرماتے ہیں کہ یہ اسی طرح ہے جس طرح ایک دیہاتی نے مسجد نبوی شریف میں پیشاب کر دیا تھا تو حضور ﷺ نے فرمایا اسے نہ روکو، بعد میں اس دیہاتی کو سمجھا دیا۔ (نور العرفان ص ۸۷) آج مسلمانوں کا بچہ بچہ اس بات سے آگاہ ہے کہ اس وقت اسلام کے خلاف دنیا میں سب سے بڑا فتنہ مغرب ہے۔ مجدد نے سرفہرست سب سے بڑی فتنے کی سرکوبی کرنا ہوتی ہے۔ جو شخص مغرب جیسے سب سے بڑے فتنے کا تدراک کرنے کی بجائے اس کا ہم خیال ہو، گانا بجانا، ماڈلنگ، رقص، کرسمس ڈے، عیسائیوں کا مسجد میں عبادت کرنا وغیرہ جائز قرار دیتا ہو، وہ کون ہوا؟ (،،یہ سب کیا ہے،، از حضرت علامہ فریاد علی قادری ص ۲-۳) علامہ صاحب کا یہ کتابچہ بڑا مدلل ہے اس نمبر سے منگوا کر مطالعہ کریں۔ 0483215204

س استاد کا شاگرد کو ڈنڈوں سے مارنا کیسا؟

ج مدرسوں اور سکولوں کے وہ اساتذہ اور قاری صاحبان جو اپنے شاگردوں کو بڑی بے دردی سے مارتے ہیں۔ مار مار کر بچوں کے ہاتھ لال کر دیتے ہیں۔ انہیں آدھا آدھا گھنٹہ مرغا بناتے ہیں اٹھک بیٹھک کرواتے ہیں۔ ایسوں سے اللہ تعالیٰ روز قیامت بدلہ لے گا۔ کیونکہ اس قدر بچوں کو مارنا اذیت دینا ناجائز و حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔ استاد شاگرد کو تعلیمی مصلحت کی بنا پر مار تو سکتا ہے۔ لیکن یہ مارنا ہاتھ سے ہو ڈنڈے سے نہ ہو۔ نیز ہاتھ سے مارنا بھی ایک وقت میں تین دفعہ سے زیادہ نہ ہو۔ جیسا کہ شیخ الاسلام والمسلمین اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مفتی احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں۔ ،،ضرورت پیش آنے پر بقدر حاجت تنبیہ، اصلاح اور نصیحت کے لئے بلا تفریق اجرت و عدم اجرت استاد کا بدنی سزا دینا اور سرزنش سے کام لینا جائز ہے۔ مگر یہ سزا ہاتھ سے ہونی چاہئے اور ایک وقت میں تین مرتبہ سے زائد پٹائی نہ ہونی چاہیے۔،، (فتاوی رضویہ جلد ۲۳ ص ۶۵۲)

تمام اسکولوں اور مدارس کے اساتذہ کرام سے گذارش ہے کہ برائے کرم بچوں پر ایسی سختی ہرگز نہ کریں کہ آخرت میں ذلت اور رسوائی کا سامنا کرنا پڑے۔ ہمیں ہر کام شریعت کے مطابق کرنے کی کوشش کرنی چاہئے زیادہ مارنے پیٹنے سے بچہ ڈھیٹ اور ضدی بن جاتا ہے۔ لہذا جتنا ہو سکے پیار محبت اور شفقت سے بچوں کو پڑھایا جائے۔

س کافروں، مشرکوں سے میل جول کا شرعی حکم کیا ہے؟

ج وہابیوں غیر مقلدوں کے ساتھ نماز پڑھنا ان کے گھر کھانا کھانا ان سے میل جول مطلقاً حرام ہے اور ان کے ساتھ شادی بیاہ کرنا خالص زنا۔ (فتاوی رضویہ جلد ۲۴ ص ۳۲۹) یہی حکم ہر کافر و مرتد کے بارے میں بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ بدمذہبوں، کافروں مرتدوں کے شر سے مسلمانوں کو بچائے۔ آمین۔

س کافر کا نماز جنازہ پڑھنا اور کفن و دفن میں شرکت کا شرعی حکم بیان کریں؟

ج کافر و منافق اور مرتدوں کی نماز جنازہ پڑھنا اور ان لوگوں کے دفن میں شریک ہونا حرام و ناجائز ہے اور بہت بڑا گناہ عظیم ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ترجمہ:- اور ان (منافقین) میں سے کسی کی میت پر کبھی نماز نہ پڑھنا اور نہ ان کی قبر پر کھڑا ہونا۔ (سورہ توبہ آیت: ۸۴)

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں اگر اس اعتقاد سے جائے گا کہ اس کا جنازہ شرکت کے لائق ہے تو کافر ہو جائے گا اور اگر یہ نہیں تو حرام ہے۔(ملفوظات حصہ چہارم ص359)

دنیاوی طمع سے کسی مرتد یا کافر کی نمازِ جنازہ پڑھنا حرام قطعی اور شدید حرام ہے اور دینی طور پر اسے کارِ ثواب اور مرتد یا کافر کو نمازِ جنازہ اور دعائے مغفرت کا مستحق سمجھ جان کر ایسا کیا تو یہ خود مسلمان نہ رہا اور اس کا نکاح بھی ٹوٹ گیا اسے تجدید اسلام و تجدید نکاح کرنا چاہئے ۔(نیز کسی پیر کا مرید تھا تو تجدید بیعت بھی کرے۔(فتاوی رضویہ ج۹ ص173)

علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی ارشاد فرماتے ہیں:

قادیانی، تبرائی رافضی (یعنی صحابہ کرام کو گالیاں دینے بکنے والے شیعہ) توہین رسالت کرنے والے وہابی (دیوبندی) سب کافر و مرتد ہیں اور ان میں سے کسی کی بھی نماز جنازہ اور ان لوگوں کے دفن میں شریک ہونا حرام سخت حرام ہے۔(مسائل القرآن ص۱۱۵)

س: تجدید ایمان کا طریقہ

ج توبہ دل کی تصدیق کے ساتھ ہونی ضروری ہے۔صرف زبانی توبہ کافی نہیں اگر معاذ اللہ کئی کفریات بکے ہوں اور یاد نہ ہو کہ کیا کیا بکا ہے تو یوں کہے ,,یا اللہ عزوجل! مجھ سے جو کفریات صادر ہوئے ہیں میں ان سے توبہ کرتا ہوں،، پھر کلمہ شریف پڑھ لے۔اگر یہ معلوم ہی نہیں کہ کفر بکا بھی ہے یا نہیں تب بھی اگر احتیاطاً توبہ کرنا چاہے تو اسطرح کہے,,یا اللہ عزوجل! مجھ سے اگر کوئی کفر ہو گیا ہو تو میں اس سے توبہ کرتا ہوں،، پھر کلمہ شریف پڑھ لے۔مدنی مشورہ.روزانہ ہی سونے سے قبل احتیاطی توبہ و تجدید ایمان کر لینا چاہئے۔یاد رکھئے! معاذ اللہ جس کا کفر پر خاتمہ ہوا وہ ہمیشہ ہمیشہ کیلئے جہنم کی آگ میں جلتا رہے گا۔

س: تجدید نکاح کا طریقہ

ج تجدید نکاح کا معنیٰ ہے ,,نئے مہر سے نیا نکاح کرنا،، اس کے لئے لوگوں کو اکٹھا کرنا ضروری نہیں۔نکاح نام ہے، ایجاب و قبول کا۔ہاں بوقت نکاح بطورِ گواہ کم از کم دو مرد مسلمان یا ایک مرد مسلمان اور دو مسلمان عورتوں کا حاضر ہونا ضروری ہے خطبہ نکاح شرط نہیں بلکہ مستحب ہے۔خطبہ یاد نہ ہو تو اعوذ باللہ اور بسم اللہ شریف کے بعد سورہ فاتحہ بھی پڑھ سکتے ہیں۔کم از کم دس درہم یعنی دو تولہ ساڑھے سات ماشہ چاندی یا اس کی رقم مہر واجب ہے۔تو اب مذکورہ گواہوں کی موجودگی میں آپ ,,ایجاب،، کریں یعنی عورت سے کہیں ,,میں نے اتنے حق مہر کے بدلے آپ سے نکاح کیا،، عورت کہے ,,میں نے قبول کیا،، نکاح ہو گیا۔بعد نکاح اگر عورت چاہے تو مہر معاف بھی کر سکتی ہے مگر مرد بلا حاجت شرعی عورت سے مُہر معاف کرنے کا سوال نہ کرے۔

س حالت ارتداد میں نکاح کا مسئلہ

ج مرتد ہو جانے کے بعد کوئی شخص اگرچہ بظاہر نیک راستے پر آ گیا، داڑھی، زلفوں، عمامے اور سنتوں بھرے لباس سے بھی آراستہ ہو گیا مگر اس نے اپنے کفر سے توبہ و تجدیدِ ایمان نہ کیا تو وہ بدستور مرتد ہے۔توبہ و تجدیدِ ایمان سے پہلے جو بھی عمل کیا وہ مقبول نہیں۔بیعت کی تو نہ ہوئی، یہاں تک کہ اگر نکاح بھی کیا تو نہ ہوا۔ امام اہل سنت امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: معاذ اللہ اگر مرد یا عورت نے پیش از نکاح کفرِ صریح کا ارتکاب کیا تھا اور بے توبہ و (نئے سرے سے قبولِ) اسلام ان کا نکاح کیا گیا تو قطعاً نکاح باطل، اور اس سے جو اولاد ہو گی ولد الزنا، اسی طرح اگر بعد نکاح ان میں کوئی معاذ اللہ مرتد ہو گیا اور اس کے بعد کے جماع سے اولاد ہوئی تو وہ حرامی ہو گی۔لہٰذا اگر کسی نے ارتداد کے بعد نکاح کیا ہو اور نکاح کے بعد اگرچہ توبہ و تجدیدِ ایمان کر چکا ہو تو بھی اب نئے سرے سے نکاح کرنا ہو گا۔اس کے لئے دھوم دھام شرط نہیں، گھر کی چار دیواری میں بھی نکاح ہو

سکتا ہے۔اس کا طریقہ گزر چکا ہے۔ہاں اگر لوگوں کے سامنے مرتد ہوا تھا اور پھر اسی حال میں نکاح کیا تھا تو پھر سب کے سامنے توبہ وتجدید ایمان وتجدید نکاح کرنا ہوگا۔ حدیث پاک میں ہے۔رسول کریم ﷺ نے فرمایا: جب تم کوئی گناہ کرو تو اس سے توبہ کرلو ﴿ اَلسِّرُّ بِالسِّرِّ وَالْعَلَانِیَةُ بِالْعَلَانِیَةِ ﴾ یعنی پوشیدہ گناہ کی توبہ پوشیدہ اور اعلانیہ گناہ کی توبہ اعلانیہ۔(المعجم الکبیر ج20 ص159)(گاؤں کے ۳۵ کفریہ اشعار از مولانا الیاس قادری)

س: احتیاطی تجدید ایمان کب کب کریں؟

ج مدنی مشورہ ہے کہ روزانہ کم از کم ایک بار سونے سے قبل (یا جب چاہیں) احتیاطی توبہ، وتجدید ایمان کر لیجئے اور اگر بآسانی گواہ دستیاب ہوں تو میاں بیوی توبہ کر کے گھر کے اندر ہی کبھی کبھی احتیاطاً تجدید نکاح کی ترکیب بھی کرلیا کریں۔ماں باپ، بہن، بھائی اور اولاد وغیرہ عاقل وبالغ مسلمان مرد وعورت نکاح کے گواہ بن سکتے ہیں۔احتیاطی تجدید نکاح بالکل مفت ہے اس کے لئے مہر کی بھی ضرورت نہیں۔

س: اوجھڑی کھانے کا حکم قرآن وحدیث اور فقہ کی روشنی بیان کریں۔سائل مولانا سید سفارش علی صاحب خطیب جامع مسجد صدیقیہ رضویہ موچی پورہ لاہور

ج رسول اللہ ﷺ نے ذبح شدہ حیوان کے سات اجزاء کا کھانا حرام قرار دیا ہے اور ان کے ماسوا کو حلال قرار دیا ہے اور اوجھڑی چونکہ ان سات اعضاء میں شامل نہیں ہے اسلئے بظاہر اس کا کھانا حلال ہے، اسی طرح فقہاء نے بھی ذبح شدہ حیوان کے سات اجزاء کو حرام قرار دیا ہے اور ان میں اوجھڑی شامل نہیں ہے۔اس سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ اوجھڑی حلال ہے، لیکن نظر دقیق سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اوجھڑی مثانہ کی طرح مکروہ تحریمی ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بکری کی سات چیزوں کو مکروہ (تحریمی) قرار دیتے تھے۔خون، فرج (شرمگاہ)، خصیتین، غدود، ذکر (آلہ تناسل)، مثانہ اور پتہ اور بکری کے اگلے حصے کے گوشت کو پسند کرتے تھے۔(جامع صغیر، بیہقی، مصنف عبدالرزاق)

علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں: امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں: خون حرام ہے اور باقی چھ چیزیں مکروہ ہیں کیونکہ خون کی حرمت قرآن مجید کی نص قطعی سے ثابت ہے۔﴿ حُرِّمَتْ عَلَیْكُمُ الْمَیْتَةُ وَالدَّمُ ﴾ چھ چیزیں مکروہ ہیں کیونکہ انسان اس کو مکروہ سمجھتا ہے اور قرآن مجید میں ہے ﴿ وَیُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ الْخَبَائِثَ ﴾ رسول اللہ ﷺ خبیث چیزوں کو حرام کرتے ہیں، اور یہ چھ چیزیں خبیث ہیں ان سے گھن آتی ہے۔اس روایت میں جو کراہت کا لفظ آیا ہے اس سے مراد مکروہ تحریمی ہے کیونکہ ان چھ چیزوں اور خون کو کراہت میں جمع کیا گیا ہے۔(رد المحتار ج5 ص655)
ملک العلماء علامہ کاسانی نے بھی ذبح شدہ حیوان کے ان سات اجزاء کو مکروہ تحریمی لکھا ہے۔(بدائع الصنائع ج ۵ ص ۶۱) اور اوجھڑی چونکہ ان سات اعضاء میں شامل نہیں ہے اسلئے بظاہر اس کا کھانا مکروہ تحریمی نہیں ہے۔البتہ قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ مثانہ میں پیشاب ہوتا ہے اور اس کا کھانا مکروہ تحریمی ہے، اسی طرح اوجھڑی میں گوبر ہوتا ہے۔اس لئے اس کا کھانا بھی مکروہ تحریمی ہونا چاہئے جس طرح انسان ان چھ چیزوں سے گھن کرتا ہے اور متنفر ہوتا ہے کہ یہ اشیاء خبیث ہیں اور اور قرآن مجید میں ہے ﴿ وَیُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ الْخَبَائِثَ ﴾ رسول اللہ ﷺ خبیث چیزوں کو حرام کرتے ہیں، اور اوجھڑی سے بھی انسان گھن کرتا ہے اور متنفر ہوتا ہے اس لئے یہ بھی خبیث اور مکروہ تحریمی ہے۔بظاہر حدیث اور عبارات فقہاء کا تقاضا یہ ہے کہ یہ بلا کراہت حلال ہے اور قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ یہ مکروہ تحریمی ہے۔(شرح مسلم غلام رسول سعیدی ج5 ص566-565)

ان سات چیزوں کے علاوہ گردے کھانا بھی مکروہ ہے۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کڈنی (گردے) کھانے کو مکروہ سمجھتے تھے ان کے پیشاب کی جگہ ہونے کی وجہ سے۔(جامع صغیر حدیث 7161)

......☆☆......

کچھ یادیں کچھ باتیں

بروایت: حافظ محمد قاسم علی ساقی ☆ بتحریر: غلام دستگیر فاروقی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضور مفکر اسلام پروفیسر محمد حسین آسی نور اللہ مرقدہ کی شخصیت سے کون واقف نہیں آپکی دینی اور ملی خدمات کا سلسلہ آپکی ظاہری حیات مبارکہ میں بھی جاری تھا اور اب بھی آپکے جانشین پیر عطا الحق صاحب نقشبندی حسینی دامت برکاتھم کی صورت میں جاری ہے۔ پھر آستانہ عالیہ علی پور سیداں شریف سے آپکی والہانہ عقیدت جسکا منہ بولتا ثبوت یہ ہے کہ آپکے ہر کلام کا آغاز صاحب گنبد خضریٰ سے ہوتا ہے اور کلام کی لے تاجدار علی پور پیر سید علی حسین شاہ صاحب پر آکے ٹوٹتی ہے۔ گویا کہ آپکی زندگی کا ہر ہر پہلو ایک الگ عنوان کا مستحق ہے۔

عاجز آپکے سامنے اپنے والد گرامی حافظ محمد قاسم علی ساقی دامت برکاتھم کی وساطت سے حضور مفکر اسلام رحمۃ اللہ علیہ کے کچھ ایسے واقعات بیان کرنا چاہتا ہے جو شاید پہلے سامنے نہ آئے ہوں کیونکہ اکثر والد گرامی کے ساتھ حضور مفکر اسلام رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ چھیڑتا تھا تو ایسی باتیں جو فقط والد گرامی تک محدود دہیں سننے کوملتی ہیں تو راقم نے عرض کیا کہ کیوں نہ ان باتوں کو صفحۂ قرطاس بصورت "المجلۃ الحقیقیہ" لا کر فیضان حضرت آسی رحمۃ اللہ علیہ کو عام کیا جائے۔

اب آیئے حضور مفکر اسلام کی یادوں میں گم ہو جایئے اور آپ کا ذکر پڑھ کر اپنے دل و دماغ کو معطر کیجئے۔

حضرت قطب شاہ ولی رحمۃ اللہ علیہ: 1970ء کی بات ہے جب حضور مفکر اسلام رحمۃ اللہ علیہ گورنمنٹ ہائی سکول میں ہوتے تھے اور جامع مسجد نور (شکر گڑھ) کے قریب آپ رہائش پذیر تھے، حضور مفکر اسلام اپنا زیادہ وقت مسجد نور میں گزارا کرتے تھے، اسی دور میں والد گرامی حضور مفکر اسلام کی صحبت میں حفظ القرآن کی تعلیم سے فیضیاب ہو رہے تھے۔

سلسلہ شرفیہ (جو کہ اللہ کے ایک برگزیدہ ولی حضرت بابا جی شرف الدین آستانہ عالیہ سم شریف (انڈیا) سے چلا ہے) کے ایک عظیم بزرگ بابا جی سلیم اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ جنکی اکثر مسجد نور آمد ہوتی تھی اور حضور مفکر اسلام اکثر اپنے گھر لے جایا کرتے تھے یاد رہے اس وقت مسجد نور میں حافظ محمد نذیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ مؤذن تھے اور مولانا مولوی محمد صدیق صاحب رحمۃ اللہ علیہ خطیب و امام تھے۔

ایک دن فجر کی نماز کے بعد حضور مفکر اسلام رحمۃ اللہ علیہ بابا جی سلیم اللہ صاحب، حافظ محمد نذیر اور میرے والد گرامی چاروں یاروں کی نسبت سے حضرت بابا جی قطب شاہ ولی رحمۃ اللہ علیہ کی چوکھٹ پر حاضری کا شرف حاصل کرتے ہیں، بابا جی سلیم اللہ صاحب کشف قبور اور مراقبہ میں کمال رکھتے تھے حضور مفکر اسلام نے بابا جی سے کہا کہ جناب لوگ حضرت قطب شاہ ولی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک کے بارے میں بہت نامناسب باتیں کرتے ہیں (راقم کو بھی ایسی باتیں سننے میں آئی ہیں) تو آپ یہاں بیٹھ کر ہمیں مطمئن کیجئے۔

بابا جی سلیم اللہ صاحب نے مراقبہ کرنے کے بعد سیڑھیوں سے اترتے ہوئے فرمایا آسی صاحب ان بزرگوں کا تخلص قطب شاہ ولی ہے، بڑا نورانی چہرہ ہے اور حضور ﷺ کی سنت کے مطابق سر پر عمامہ شریف سجا ہوا ہے، اور ان کا نسب حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے ملتا ہے (یعنی سید ہیں) اور تقریباً 350 سال پہلے افغانستان (غزنی) سے یہاں دین کی تبلیغ کے لیے تشریف لائے تھے۔

یہ بات پڑھ سن کر ان لوگوں کو توجہ کرنی چاہئے جو لاعلمی میں آپ کے بارے میں بہت کچھ کہہ جاتے ہیں اور اگر کوئی کہے کہ یہ تو کشف اور مراقبہ کی بات ہے تو ایسے لوگوں کیلئے راقم درجنوں دلائل دے سکتا ہے لیکن ایک بات بطور دلیل پیش کی جاتی ہے۔

مولانا اشرف علی تھانوی نے اپنی کتاب "امداد المشتاق" (جو کہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کا تذکرہ ہے) میں کشف و تصوف کے عنوان کے تحت لکھا ہے۔

مولوی ولایت حسین صاحب نے ایک دن دریافت کیا کہ قلندر صاحب کا مزار کرنال اور پانی پت دونوں جگہ کیوں ہے؟ حضرت نے فرمایا کہ

اصل قبر پانی پت میں ہے بات یہ ہوئی کی جب قلندر صاحب پانی پت میں بہت بیمار ہوئے تو کرنال کے مقتدمین لانے کو گئے وہاں حضرت کا انتقال بھی ہو چکا تھا پانی پت والوں نے نعش نہ جانے دی تب یہ لوگ شرم مٹانے کے لیے ایک خالی نعش کی صورت بنا کر لے چلے اور کرنال میں آ کر پردہ کر کے دفن کر دیا اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ ابتدائی زمانے ہمارے حضرت حاجی صاحب کو وحشت طاری ہوئی تین روز تک حضرت قلندر صاحب کی قبر پر مراقب رہے کچھ پتا نہ چلا تو آخر حضرت میاں جی نور محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ وہ تشریف لانے کے بعد فرمایا کہ یہاں کیا بیٹھے ہو پھر قبر کھود کر دکھلا دیا کہ کچھ نہیں ہے۔

اسکے علاوہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے ''کلیات امدادیہ'' میں مراقبات کے انوار پر پوری فصل باندھی تو گویا حضور مفکر اسلام رحمۃ اللہ علیہ کی برکت سے ہمیں حضرت قطب شاہ ولی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں بھی علم ہو گیا اب ہم کامل اور اکمل طریقے سے آپکی بارگاہ میں حاضری کا شرف پاتے ہیں۔

تیرا فیض عام ہو آسی رحمۃ اللہ علیہ

دین کے طلبہ سے محبت: والد گرامی فرماتے ہیں کہ حضور مفکر اسلام کھانا اکثر ہمارے ساتھ تناول فرماتے تھے تو میں نے ایک دن عرض کیا کہ حضور یہ رنگ برنگ کا کھانا ہوتا ہے آپ ہمارے ساتھ نہ کھایا کریں تو آپ فرمانے لگے قاسم علی تیرا خیال ہے کہ آسی جنت میں نہ جائے پھر فرمایا: میرا اس بات پر ایمان ہے کہ درویشوں کا لنگر ان کے ساتھ لنگر کھانے سے گناہ جھڑتے ہیں اور بندے کی آخرت بن جاتی ہے۔ حضور مفکر اسلام کا یہ فرمان جہاں آپکی عاجزی وانکساری کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ آپ دین متین کے طلباء سے کس درجہ پیار کرتے تھے۔

فاروقی پر نگاہ حضور مفکر اسلام علیہ الرحمہ: آخر میں فقیر راقم اللہ تعالیٰ اور اسکے پیارے حبیب ﷺ کو گواہ بنا کر تحدیث نعمت کے طور پر ایک بات ضبط تحریر لا کر اجازت چاہتا ہے۔ راقم چونکہ 2008ء سے ستمبر 2010 تک چوہدری رحمت علی میموریل ٹرسٹ لاہور کا ایک ادارہ جامعہ رحمت میں بصورت ناظم اعلیٰ وخطیب ومدرس دین متین کی خدمت کا فریضہ سرانجام دیتا رہا ہے ستمبر 2010ء میں جامعہ دستگیریہ عثمانیہ جلال پور شریف چک امرور وڈ شکر گڑھ میں دین متین کی خدمت کرنے کا ارادہ کیا گیا جو میرے والد گرامی کی سال ہا سال محنت کا نتیجہ ہے۔ بزرگوں کے مشورے سے استخارہ کرنے کا کہا گیا بحر حال استخارہ میں راقم کو کوئی واضح صفائی نہ مل سکی اور دل مطمئن نہ ہو سکا اس سوچ میں ایک آنکھ جو لگی تو راقم علی ہجویری کی نگری میں لیٹ کر نقش لاثانی نگر شکر گڑھ میں موجود تھا۔ حضور مفکر اسلام کی زیارت کچھ اس حال میں ہوئی کہ یوں محسوس ہو رہا تھا کہ آپ ساری رات عبادت کر کے صبح جلوہ گر ہوئے ہیں، سفید لباس زیب تن تھا اور جسم پر عبادت اور اطاعت میں کمربستہ ہونے کے آثار موجود تھے۔ راقم نے اصول فقہ کی عظیم کتاب ''اصول الشاشی'' سینے سے لگا رکھی تھی۔ فرمایا لاؤ کتاب دو یا تین طالب علم اور موجود تھے کرسی پر بیٹھ کر مجھے فرماتے ہیں۔ فقیر نے عبارت شروع کی تو سن کر فرمایا ''چلو کسی اور وقت پڑھیں گے'' (فقیر اس سبق کے انتظار میں زندگی گزار رہا ہے) حجرے میں تشریف لے گئے تھوڑی دیر کے بعد تین سیڈیز ہاتھ میں تھیں اور آپ اپنے نورانی چہرے کے ساتھ حجرہ مبارک سے باہر تشریف لاتے ہیں مجھے فرمایا یہ سی ڈیز لے لو راقم ابھی حضور مفکر اسلام کے پاس کھڑا زیارت کا شرف حاصل کر رہا تھا کہ آپ ایک نوجوان سے فرماتے ہیں 10 کلو دال لے لو اور باہر رکشہ کھڑا ہے اس پر جامعہ دستگیریہ عثمانیہ کے لیے رکھ دو بس اس کے بعد فقیر حضور مفکر اسلام رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت وملاقات سے مطمئن ہوا۔ والد گرامی سے عرض کر کے جامعہ دستگیریہ عثمانیہ اور جامعہ صفیہ (للبنات) کا تجدید نو سے کام شروع کیا۔ اب جامعہ دستگیریہ عثمانی اور جامعہ صفیہ (للبنات) میں پلے گروپ سے لے کر مڈل تک کلاسز جاری ہیں اور ساتھ حفظ القرآن کی تعلیم سے بھی تجدید وقرأت کے ساتھ اراستہ کیا جا رہا ہے اور درس نظامی کی کلاسز بھی احسن طریقے سے جاری ہیں۔ مجھے بتائیے کہ یہ فیضان حضور مفکر اسلام علیہ الرحمہ نہیں ہے تو اور کیا ہے؟

Monthly **AL-HAQIQA** January 2011
Reg.No. C.P.L.169

خوشخبری

الحقیقہ کا ضخیم و دیدہ زیب

ختمِ نبوت نمبر

عنقریب شائع ہو رہا ہے

منجانب

ادارہ الحقیقہ نقشِ لاثانی نگر شکرگڑھ

Ph:0542-451997, Cell: 0300-7766223

شائقین ختم نبوت اپنی کاپی بک
کروانے کے لیے رابطہ کریں

Cell:0300-7766223, 0300-7123402,
0301-6898650, 0542-451997